رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس مکہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات

بعہد خلافت ایدہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ایڈیٹر و پروپرائیٹر

فاروق

قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

جلد ۱ | نمبر ۱/۸ - ۱۵/۲۲ | ۱۹۱۶ء جون | مطابق ۲۹ رجب و ۶-۱۳-۲۰ شعبان المعظم | ۱۳۳۴ھ | قادیان دارالامان | نمبر ۳۶-۳۵-۳۴-۳۷

تخت گاہ خلافت

ایوان خلافت حضرت امیر المومنین فضل عمر خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت پچھلے دنوں عوارض پیچش وغیرہ سے ناساز رہی۔ اور حضور باہر تشریف نہ لاسکے۔ اب بفضلہ تعالےٰ صحت ہے۔ مگر ضعف کی شکایت ہے۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں حضور انور کی صحت و سلامتی کے واسطے احباب کثرت سے اس مبارک مہینے میں دعائیں کریں۔ حضور اب باہر تشریف لاتے ہیں۔ الحمد للہ۔

خاندان رسالت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا معہ دیگر صاحبزادگان سلمہم الرحمن وجمیع متعلقین رضوان اللہ علیہم اجمعین بخیریت ہیں۔

خلافت اولیٰ کے تمام ممبر خیریت سے ہیں۔

نواب صاحب تا حال اپنے وطن مالوف مالیر کوٹلہ میں رونق پذیر ہیں۔ اور حضرت مولوی حافظ پیر روشن علی صاحب سلمہ بھی آپ کے پاس ہیں۔

تیاری آراضی شکنی ڈاب جو احمدیہ سکول کے جانب شرق وجنوب وشمال تھی۔ اس میں بہت سی بھرتیاں ڈلوائی گئی ہیں اور احباب قادیان کو دربار خلافت سے مکانات بنوانے کے لئے حسب ضرورت ڈاب کی زمین عطا ہوئی ہے۔ امید کہ انشاء اللہ سال آئندہ تک بہت مکان اس جگہ تیار ہو جائیں گے۔ ڈاب کے ہونے سے ہوا خراب ہو کر بیماری پیدا کرتی تھی۔ یہ شکایت بھی رفع ہو جائیگی۔

تعمیر مکانات محلہ دارالفضل متصل دارالعلوم میں نئی آبادی بڑھ رہی ہے، اور مکانات تعمیر ہو رہی ہیں۔ ایسا ہی انجمن نے جو زمین فروخت کی ہے وہاں بھی مکانوں کی تعمیر جاری ہو گئی ہے۔ اور رونق بڑھ رہی ہے۔ اللھم زد فزد۔

بھٹہ خشت میاں سراج الدین عمر صاحب پروپرائیٹر اخبار بدر نے جو بھٹہ مقامی ضرورت کو مدنظر رکھکر خشت پختہ کا بنایا تھا۔ اسمیں اینٹ پکر کر نکل آئی ہے اور فروخت ہو رہی ہے۔ اسکی بہت ضرورت ہی جو خدا کے فضل سے ایک حد تک پوری ہو گئی۔ اسوقت قادیان میں دو بھٹہ اور ایک پتوہ ہے۔ پھر بھی اینٹ کی [illegible] ہتی ہے۔

دارالامان کا موسم ۔ اب کا مطلع گرد آلود ہو کر کسی کسی وقت معمولی بارش ہو جاتی ہے۔ فصل آم کثرت [illegible] احمدیہ بازار میں خدا کے فضل سے صبح کے وقت خاصی سبزی منڈی لگی رہتی ہے۔ آم خربوزہ دیگر سبزترکاریاں فروخت کے لئے دور دور سے آجاتی ہیں۔

رمضان کا روزہ ۔ دارالامان میں پہلا روزہ پیر کے دن ۳ جولائی کو رکھا گیا۔ مسجد مبارک میں جماعت تراویح تہجد کے وقت ہوتی ہے اور قرآن مجید سنایا جاتا ہے۔

نعماء الٰہی ۔ دارالامان میں خصوصاً ماہ رمضان میں احمدیہ بازار خداداد نعمتوں سے بھرا رہتا ہے۔ برف۔ آئس کریم۔ سوڈا لیمونیڈ۔ آم قلمی دیسی خربوزہ۔ آڑو۔ انجیر۔ فالسہ۔ پان و دیگر موسمی ترکاریاں ہر روز تازہ تازہ ملتی ہیں۔

بخار ۔ امسال بہت زور سے آیا۔ اور ہر ایک گھر میں فرداً فرداً سب کا مہمان رہا۔ الحمد للہ کہ احقر بھی اسکی مہمانی صبر و شکر و رضا الٰہی سے خوب کی۔ اور اب بعفو رب ودود

(بقیہ پرچہ ۷ جولائی ۱۹۱۶ء کو چسپکر شائع ہوا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"صادق" کا ریویو

مندرجہ عنوان نام سے ہمارے معزز مکرم مفتی محمد صادق صاحب سابق ایڈیٹر بدر نے عجم عجلالی سے ایک نامہ اخبار نکالا ہے۔ جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ۸ صفحہ پر شائع ہوا کرے گا۔ اس کی تقطیع فاروق کے برابر ہوگی۔ اس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہوں گے ؛

۱۔ صرف عیسائیت کے متعلق اسلامی مباحثات کا اندراج اور عیسائی صاحبان کو دعوت حق ؛

۲۔ عیسائیت کی صحیح تاریخ اور عقائد اور دلائل کا بیان کرنا ؛

یہ اخبار دنیا بھر کی خبریں پہنچانے کا ٹھیکہ دار نہیں اس کا کام صرف مسیحی دین کی وہ تحقیق ہے۔ جو مسلم مشنریوں اور واعظوں کے کام آوے۔ اور عام خلائق عیسائی پادریوں کے اثر سے بچائے۔ اور خود عیسائی صاحبان کو ان کی غلطی پر آگاہ کرے۔

سردست اس میں الوہیت مسیح پر مضمون شروع کیا گیا ہے۔ جو کئی نمبروں میں ختم ہوگا۔ اور ایک صفحہ صرف ان سوالات کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جو عیسائی مذہب پر وارد ہوتے ہیں۔ اور وہ ایکبزار سوال ہے۔ جو اس صفحہ پر نمبروار درج ہوا کریں گے۔ چنانچہ اس پرچہ میں ۹ سوال لکھے گئے ہیں۔ یہ اخبار اپنی اس خصوصیت میں خاص ہے۔ اور امید ہے کہ نافع الناس ہوگا۔ کیونکہ معزز ایڈیٹر صاحب مذہب عیسوی کے متعلق معلومات مسلّم ہیں۔ اسکی قیمت ۱ روپیہ سالانہ مقرر کیگئی ہے۔ اس اخبار کا نام ۱۹۱۰ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے صادق رکھا تھا۔ اسوقت ہی اسکی منظوری حاصل کر لی تھی۔ جو آج عملی صورت میں ظاہر ہوئی ہے۔ ہمارے مکرم مفتی صاحب کو تبلیغ کا جو خاص ذوق ہے وہ ان کا ہی حصہ ہے۔ آپ ہمیشہ تحریراً و تقریراً تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں جس وقت آپ بدر کے ایڈیٹر تھے۔ اسوقت بھی آپ خدمات سلسلہ بڑے احسن طریقہ سے بجالاتے تھے۔ پھر جب بدر بوجہ ضمانت ضبط کئے جانے کے بند ہوا تو آپ نے دارالامان میں ٹھہر کر ہر صعوبت سفر اختیار فرما کر اس کی ضمانت کیلئے قوم سے اپیل کی۔ مفتی صاحب کی شخصیت سے منظور ہو کر

ضمانت کی نقد رقوم نے بہت جلد پوری کر دی۔ جو اخیر میں بجائے داخل خزانہ سرکار کرنے کے جس کے بعد بدر ضرور نکلتا۔ اس قرضہ میں وہ کل زر ضمانت محسوب ہو گیا۔ جو کہ بدر کے ذمہ کئی سال سے باقی چلا آتا تھا۔ اور بدر جوں کا توں بوجہ عدم ادخال ضمانت بند ہی رہا۔ گو قوم سے تین ہزار ضمانت بدر کے واسطے لیا گیا تھا۔ اور ہر ایک احمدی نے امیر یا غریب حسب حیثیت دل کھول کر اس میں حصہ لیا تھا۔ اور ضمانت بدر کے واسطے ہی وہ روپیہ دیا تھا۔ مگر ضمانت سے بڑھ کر کچھ ایسی مجبوریاں پیش آئیں۔ کہ مفتی صاحب کو ضمانت داخل کرنے کی بجائے ادائگی رقم قرضہ کو مقدم کرنا پڑا۔ اور وہ سب روپیہ قرضہ میں دیدیا گیا۔ جسکی قوم کو شکایت ہے۔ اور یہ شکایت حق بجانب ہے۔ کہ ایک ایسے چلتے ہوئے اخبار اور مفید قوم پرچے کو باوجود رقم ضمانت پوری ہو جانے کے کیوں بند کر دیا۔ اور جس حال میں اپیل کی گئی تھی۔ کہ اخبار بدر کی جو تین ہزار ضمانت سرکار نے مانگی ہے۔ اسکو قوم ادا کر دے تو اخبار بدر دوبارہ نکالا جاوے۔ اسی بنا پر قوم نے جو اپنے سلسلہ کے لئے ایک سچی غیرت رکھتی ہے۔ چند دنوں میں ہی وہ رقم ضمانت کی پوری کر دی۔ پھر کیوں وہ قرضہ بدر میں دیگئی۔ کیا ادائگی قرضہ بدر کیواسطے وہ اپیل تھی۔ یا ضمانت بدر کیلئے۔ گو یہ اعتراض اور شکایت قوم کی نہایت بجا اور درست ہے۔ مگر مفتی صاحب سلمہ کو قرضخواہان بدر کے تقاضا نے مجبور کر دیا۔ کہ وہ پہلے بدر کا قرضہ ادا کر کے یہ ضمانت کا نام ہی اسلئے انہوں نے ضمانت کو قرضہ میں منتقل کر دیا۔ اور منتظر رہے کہ خود بیان مصلح الدین عمر صاحب مالک اخبار بدر ضمانت بدر کا کوئی دیگر انتظام کر کے بدر کا نکال لینگے۔ جو بدقسمتی سے ابتک کوئی انتظام نہ ہو سکا ؛

اسکے بعد مفتی صاحب جیسا قابل شخص جبکہ بدر کی ایڈیٹری سے فارغ ہو گیا تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جو ایک انجمن ترقی اسلام نام سے تبلیغ سلسلہ کے واسطے قائم کی اور اس میں واعظین اور مبلغین رکھے گئے۔ تو اسی سلسلہ میں مفتی صاحب مکرم کو انجمن موصوف نے معقول تنخواہ پر مبلغ رکھ لیا۔ اور جو بدر کی ایڈیٹری میں انکو حق الخدمت ملتا تھا وہی انجمن ترقی اسلام نے انکو دینا منظور فرما لیا۔ اور اس کار تبلیغ پر وہ تا ایندم کاربند عہدہ اخبار صادق کے پروپرائیٹر و ایڈیٹر ہوئے ہیں۔ مقرر ہیں انجمن کے مبلغ رہکر مفتی صاحب بے حیدرآباد و مدراس و دیگر مقامات یوپی بنگال کلکتہ وغیرہ میں بڑے اعلیٰ طریق سے انجمن کی خدمات تبلیغ کو سرانجام دیا۔ اور خوب تبلیغ کی۔ بہت سے غیر احمدی احمدی اور غیر مبایع مبایع بنائے۔ آپکا طرز تبلیغ ایسا دلپسند اور دلچسپ ہے کہ ارباب کے سنتے بیٹھے ہوئے ٹرین سے جا رہے ہیں اپنے اردگرد کے مسافروں کو دعوت حق دینے لگتے ہیں۔ اور بہت سی جگہ سفر کے طے کرنے سے بیشتر احمدیت کو قبول کر لیتے ہیں۔ وہ قابل رشک۔ خصوصیت ہے جو بجز مکرمی مفتی صاحب کے دوسرے کو نہیں ہے۔ انجمن کے تبلیغ کے کام سے جب آپ سفر سے واپس دارالامان میں آتے ہیں۔ تو یہاں بھی بیکار نہیں رہتے۔ چونکہ یہاں زبانی تبلیغ کا سلسلہ نہیں ہے۔ اسلئے آپ تحریری تبلیغ پر متوجہ ہو جاتے ہیں چنانچہ حیدرآباد کے سفر سے واپس آکر پھر آپ کی طبیعت بغیر تبلیغ کے جواہر ریزہ رہنے لگی۔ تو آپنے ایک تو پہلی عادت تبلیغ کو پورا کرنے کی غرض سے دوئم اخبار بدر کی یاد کو قوم کے دلوں میں زندہ اور تازہ رکھنے کی نیت سے بنایت سے بدر ٹریکٹ سیریز کا ایک سلسلہ شروع کیا اور اسکا پروگرام مقرر کر کے ہر صفحہ کا ٹریکٹ ہر اول چھپوا کر شائع کر دیا۔ اور صرف ایکدہ پیسہ سالانہ اسکی قیمت رکھی اور وعدہ فرمایا۔ کہ ہر قیمت سو صفحات کے واسطے ہے۔ ایک روپیہ میں ایکسو صفحات جہاکر وقتاً فوقتاً خریداران کو بھیجے جائینگے چونکہ مفتی صاحب کے علوم اور معلومات وسیع اور آپکی شخصیت واقعی اس قابل ہے۔ کہ آپکی زبان و قلم سے نکلا ہوا مضمون قوم دل و جان سے خرید کر پڑھے۔ کہ

بحمداللہ زہے زاں خریدم ہمہ قوم نے ایسا ہی کیا۔ کہ بدر ٹریکٹ کو بڑی خوشی سے لبیک کہا اسلئے کہ مفتی صاحب سلمہ کی زبان قلم سے نکلا ہوا ہے دوم اسلئے کہ شاید اب بدر اخبار کی ضمانت اس طرح سے ہی داخل ہو کر بدر نکل آئے۔ گو یہ ایک محال تھا۔ کہ تین ہزار ضمانت بدر ٹریکٹ سیریز کے ذریعہ وصول ہو کر داخل ہو جائے۔ مگر قوم کی غیرت اور اخلاص قابل قدر ہے جس نے ۵ برس فرزند آدم سے چندہ لینا بند رہنے کو ملحوظ رکھ کر بدر ٹریکٹ کو خریدا جسکے اسوقت تک بفضل الٰہی نکل چکے ہیں۔ باقی ۷ صفحے چھپ گئے ہیں۔ خریداران کے نام بھیجا جا رہا ہے۔ اگرچہ مجھے اب تک نہیں ملا۔ اس سال کے بعد آپ مدراس کے سفر سے اب واپس تشریف لائے تو آپنے بدر ٹریکٹ سیریز کو تبلیغ کیلئے بادہ مفید پا کر مناسب اور ضروری سمجھا۔ کہ ایک اخبار نکالا جائے۔ جو قوم پر بار ہی نہ ہو اور تبلیغ بھی خوب ہوتی رہے۔ بدر ٹریکٹ سیریز میں ایسے چھوٹے مضامین اور عیسائیت پر نظر مذہب مسیحی پر سوالات وغیرہ کرنے مناسب جانکر صادق اخبار نکالا۔ جو نہایت سستا اور بحجم مفید اور سخت ضرورت کے وقت نکالا گیا ہے امید ہے کہ قوم اس ممتاز ایڈیٹر کے مفید اخبار کا بدر ٹریکٹ سیریز کی طرح خیر مقدم کریگی اور اسکی اشاعت میں کوشاں ہوگی۔ مگر اسکی اشاعت اس حد تک پہنچ جائے کہ حضرت مفتی صاحب کو انجمن ترقی اسلام کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۸ جون ۱۹۱۶ء

منتہی الکلام فی وفات عیسیٰ علیہ السلام

انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال

صعود مسیح کے متعلق دلائل فریقین کی تحقیق اور فیصلہ قطعی قابل تصدیق

اس مضمون میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں حیات و ممات مسیح ناصری ؑ کے متعلق فریقین کے جملہ دلائل بیان کر کے انکی پوری پوری تحقیق کرونگا اور انشاء اللہ ایسے دلچسپ پیرایہ میں اس نزاع کا مکمل فیصلہ سناؤنگا جو ناقابل اپیل ہوگا اور جس سے کہ مخالف اور موافق حسب استعداد محظوظ و مستفید ہونگے۔ مجھے اپنے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ خدا کی رحمت سے امید قوی ہے کہ یہ مضمون بہتوں کی تسلی کا موجب اور احباب کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْنِیْ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ آمین

عرضی دعوٰی مدعیانِ صعودِ مسیح علیہ السلام

بنام حضرت مرزا غلام احمد صاحب

علمائے اہل حدیث و اہل فقہ
و اہل قرآن و اہل تشیع وغیرہ
سکنائے ہندوستان مدعیان
حیات مسیح علیہ السلام

قادیانی مہدی مسعود علیہ السلام
منکر حیات مسیح علیہ السلام

دعوٰی بغرض صدور ڈگری حیاتِ مسیح ناصری بحق مدعیان

مدعیان مذکور حسب ذیل بیان کرتے ہیں:۔

(۱) یہ کہ تیرہ سو برس سے آجتک ہم اور ہمارے آباواجداد یہی سنتے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کو جو بنی اسرائیل کے رسول تھے جب یہودیوں نے ازراہ عداوت پکڑ کر صلیب دینا چاہا تو بحکم رب جلیل حضرت جبریل آئے اور مسیح کو زندہ بجسم خاکی بعمر ۳۳ سال ایک مکان کے روشن دان سے نکال کر آسمان پر اٹھالے گئے۔ اور بجائے انکے ایک دوسرے شخص کو خدا نے انکا شبیہ بنا دیا جو یہودیوں کے ہاتھوں بذریعہ صلیب قتل ہوگیا اور یہودی اسکو ہی مسیح ابن مریم سمجھ بیٹھے۔

(۲) ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ ابتک مسیح اسی جسم خاکی بشری کے ساتھ باوجود امتداد دو ہزار سال کے بلا خورد و نوش اور اثر زمانہ سے محفوظ الآن کما کان کا مصداق ہو کر زندہ آسمان پر موجود ہے۔

(۳) ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ بقرب قیامت وہ آسمان سے واپس آوینگے اور دمشق کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے سہارے دو زرد چادریں اوڑھے ہوئے اسی ۳۳ سال کی عمر میں نازل ہونگے اور تمام دنیا کو مسلمان کرینگے انکے زمانہ میں بجز اسلام کسی سے کچھ قبول نہ ہوگا جزیہ موقوف کرینگے صلیب کو توڑینگے خنزیروں کو قتل کرینگے واحد العین عجیب الخلقت دجّال کو مار ڈالیں گے امام مہدی جو اسوقت مسلمانوں کا سردار اور پیشوا آسمانی خلیفہ ہوگا مسیح اُسکے مقتدی اور تابع بطور وزیر کے رہیں گے اسی طرح یوم نزول آسمان سے چالیس سال تک زمین پر زندہ رہکر نکاح کر کے صاحب اولاد ہو کے وفات پاوینگے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں دفن کیئے جاوینگے۔ مسلمان اُنکے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔

(۴) مرزا صاحب قادیانی نے اُنکی حیات سے انکار بلیغ کیا ہے اور کہتے ہیں کہ مسیح ناصری فوت ہوگیا آنے والا مسیح اُمتِ محمدیہ میں سے پیدا ہوگا۔ اور وہ میں ہوں۔ لہٰذا ہم مدعیان مستدعی ہیں کہ بعد سماعت دلائل فریقین حیات مسیح کی ڈگری برخلاف مرزا صاحب صادر کیجاوے۔

عرضی منجانب علماء زمان گمنام و نشان برائے نام مسلمان ثمیل یہودیان سکنائے ہندوستان دشمنان حدیث و قرآن مدعیان

یہانتک تو مدعیان کا عرضی دعوٰی پیش کیا گیا ہے اب جواب دعوٰی منجانب حضرت مرزا صاحب ملاحظہ فرمایا جاوے جو مدعیان کے دعوے کا فقرہ وار جواب ہے:۔

جواب دعوٰی حضرت مرزا صاحب

(۱) عرضی دعوٰی مدعیان کا فقرہ اول محض تخیل و بے بنیاد ہے۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ کوئی دیگر شخص مسیح ؑ کا ہمشکل بنایا جا کر قتل نہیں کرایا گیا نہ مسیح ؑ کو خدا نے جبرئیل کے ذریعہ یا کسی اور طرح زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھالیا۔ نہ آغاز دنیا سے آجتک کبھی ایسا ہوا کہ دو انسان جو مختلف شکل صورت کے ہوں انکو ایک شکل اور ایک شباہت میں تبدیل کر کے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اشتباہ میں ڈالدیا ہو اور نہ یہ عادت اللہ ہے کہ وہ کسی انسان کو خواہ رسول ہی کیوں نہ ہو بجسد خاکی دنیاوی آسمان پر بلالے نہ آسمان پر کوئی بشر رہ سکتا ہے۔ جبتک اُسکی دو چار نظیریں نہ بتلائی جاویں تب تک یہ ہر دو دعوے یعنی قصہ مشابہت و صعود علی السماء بجسد خاکی وغیرہ باطل اور ھباءً منثورًا علیہ اباءُ ذالک کے تحت میں داخل ہے۔

(۲) مدعیان کا فقرہ نمبر (۲) بھی غلط ہے جسکی کوئی دلیل انکے پاس نہیں۔ ورنہ ثابت کریں کہ کوئی بشر باوجود جسم خاکی رکھنے کے بھی بغیر کھانے اور پینے کے زندہ رہ سکتا ہے اور بشری فانی جسم مسیح کا تغیرات زمانہ سے متاثر نہ ہو کر ایک حالت پر قائم ہے۔ اور ماسوا اللہ تعالیٰ کے کوئی بشر بھی الآن کما کان کا مصداق ہو سکتا ہے اور اسکی وہ چار مثالیں پیش کرنی چاہئیں۔

(۳) مدعیان کا فقرہ نمبر (۳) صرف دل خوش کن عقیدہ اور خیالی آرزوئے خام ہے۔ کوئی بشر آسمان سے آجتک آیا نہ آسمان پر گیا نہ مسیح آسمان پر ہے جو آوے نہ اُس کے آنے کا کوئی وعدہ منجانب اللہ موجود۔ وہ فوت ہوگیا کیونکہ وہ ایک رسول تھا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسولوں میں سے۔ فوت شدہ کا دنیا میں پھر آنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔ تمام دنیا کا مسلمان ہوجانا بالکل جھوٹ۔ سوروں کا شکار انبیاء کا کام نہیں۔ اسلامی قرآنی حکم جو جزیہ سے موقوف کر دینے والا ناسخ شریعت محمدیہ ہوگا جو کہ باطل ہے کہ تابع شریعت محمدیہ۔ پھر مسیح یا کوئی جو ایسا کریگا وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ نہ کوئی مہدی ہی خدا خلیفہ منجانب اللہ ہوگا جس کے تابع مسیح رسول اللہ ہو کر رہے: مسیح رسول ہو کر مفضول کا تابع ہو سکتا ہے کیونکہ نبوت و رسالت ہر نوع افضل ہے۔ نہ ایک وقت میں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو امام یا دو خلیفہ یا دو مامور من اللہ مفترض الطاعت لوگوں کے لیئے ہو سکتے ہیں۔ یہ تو تمام مدعیان کو پیشگوئیوں کی حقیقت نہ سمجھنے سے پیدا ہو گئے جو قابل حجت نہیں تاوقتیکہ ثبوت انکا شواہد قرآنیہ و نظائر حدیثیہ صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے نہ دیا جاوے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) مدعیان کے فقرہ نمبر (۴) کا جزو اول کہ - ہم نے انکار مسیح کی حیات دنیاوی کا کیا ہے اور اسکو وفات یافتہ مانتے ہیں اور وہ کہ آنیوالا مسیح اُمت محمدیہ میں سے ہوگا - اور وہ میں ہوں بالکل درست ہے مگر جزو ثانی تمنائے محال اور خیال خام ہے جو قابل پذیرائی نہیں - اسلیئے دعوی مدعیان بوجہ عدم ثبوت خارج کر دینا چاہیئے -

منجانب حضرت مرزا صاحب قادیانی

مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

ناظرین! جواب دعوی آپنے ملاحظہ فرمالیا - اب امورات تنقیح جو برائے فیصلہ برآمد کیئے جاتے ہیں بنظر توجہ دیکھئے تاکہ فیصلہ سمجھنے میں آسانی رہے ؛

امورات تنقیح

اول - کیا مسیح ناصری کے بجائے اللہ تعالیٰ نے واقعی کسی غیر شخص کو مسیح کا ایسا ہم شکل بنا دیا تھا کہ جسکو کوئی دوست یا دشمن شناخت نہ کر سکا ؟ اور اگر ایسا ہوا تو وہ کون شخص تھا ؟ اور اس قسم کی کوئی نظیر دیگر بھی ملتی ہے یا نہیں ؟ ؛

دوم - کیا مسیح کو واقعی خدا نے اسی انسانی جسم خاکی کے ساتھ بحیات دنیاوی زندہ آسمان پر اٹھالیا تھا ؟ اور اب تک وہ اسی دنیاوی زندگی سے بلا کھانے پینے وغیرہ حوائج بشری کے اوزمانہ سے محفوظ رہکر الآن کذا کان کا مصداق بنا ہوا آسمان پر زندہ موجود ہے ؟ اگر یہ سچ ہے تو دیگر انبیاء میں بھی اسکی کوئی مثال موجود ہے یا نہیں ؟ ؛

سوم - کیا مسیح ابن مریم رسول بنی اسرائیل ہی آخر زمانہ میں اسی سن وسال اور اسی جسم خاکی کے ساتھ زمین پر نازل ہوگا ؟ اور تمام دنیا کو مسلمان کر دیگا ؟ اُس کا کام سوروں کا مارنا بھی ہوگا ؟ کیا جزیہ کا موقوف کر دینا تنسیخ شریعت محمدیہ کا موجب ہو سکتا ہے اور ایسا ہونا اسلام کے خلاف ہے یا نہیں ؟ کیا مہدی اسلام کا خلیفہ نزول مسیح کے وقت موجود ہوگا اور اسکے تابع مسیح رسول اللہ ہو کر رہیگا ؟ کیا نبی اُمتی سے افضل نہیں ؟ اگر ہے تو مہدی جو کہ نبی نہیں وہ مسیح کا جو کہ رسول اللہ اور نبی اللہ ہے مقتدا ہو سکتا ہے ؟ کیا ایک وقت میں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانی مخلوق کے لیئے عموماً اور اُمت محمدیہ کے لیئے خصوصاً دو امام مفترض الطاعت ہو سکتے ہیں ؟ اگر ہو سکتے ہیں تو اسکی کوئی نظیر دنیا میں موجود ہے یا نہیں ؟ مسیح کا آسمان سے اُترنا کس ہیئت سے ؟ اور کس مقام پر ؟ اور کس وقت ؟ اور کس کے سامنے ؟ اور کس صدی میں ہوگا ؟ ؛

چہارم - کیا مسیح فوت ہو چکا ہے ؟ اگر فوت ہو چکا ہے تو کیا فوت شدہ دنیا میں زندہ ہو کر واپس نہیں آسکتے ؟ اگر نہیں آسکتے تو آنیوالا مسیح کون ہے ؟ ؛

تنقیحات نمبر اوّل و دوم کا ثبوت بذمہ مدعیان و تردید بذمہ حضرت مرزا صاحبؑ - و **تنقیح سوم** کا ثبوت و تردید بذمہ فریقین اور **تنقیح چہارم** کا ثبوت حضرت مرزا صاحب علیہ السلام و تردید بذمہ مدعیان ؛

چونکہ تنقیحات برآمد ہو چکیں اور اب ثبوت و تردید فریقین کا پیش ہونا ضروری ہے - اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا ضابطہ بطور اصول مقرر کیا جائے جسکی پابندی سے فریقین اپنا اپنا ثبوت و تردید پیش کریں تاکہ دلائل جانبین کا موازنہ بآسانی ہر شخص کر سکے - لہٰذا میں وہ ضابطہ ذیل میں لکھتا ہوں جس کی پابندی ہر دو فریق کو لازمی ہوگی - پس

اس ضابطہ کو مدّ نظر رکھو

الف - ہر ایک تنقیح برآمد شدہ کا ثبوت و تردید جُدا جُدا پیش کرنا ہوگا تاکہ خلط مبحث نہ ہو ؛

ب - فریقین اپنے اپنے جملہ دلائل عقلی و نقلی پیش کرنیکے مجاز ہونگے ؛

ج - عقلی دلائل سے مراد قول و فعل الٰہی کی مطابقت ہے ؛

د - نقلی دلائل سے مراد وہ دلائل ہیں جو کتب مسلمہ فریقین سے پیش کیئے جاویں ؛

ھ - الزامی دلیل بعد اظہار دلائل حقیقی کے بشرط ضرورت فریقین کو پیش کرنے کا حق ہوگا ؛

و - الزامی دلیل کے لیئے یہ ضروری شرط ہوگی کہ اسکے جمیع مقدمات بھی مسلمات خصم سے ہوں - اور جو الزام مسلمات مخالف سے نہ ہو وہ قابل سماعت نہ سمجھا جائیگا ؛

ز - نقلی دلائل کے لیئے - اوّلاً استدلال کتاب اللہ سے - ثانیاً احادیث بمنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے - ثالثاً آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے - رابعاً تابعین خامساً تبع تابعین - سادساً مجتہدین - سابعاً مفسرین رحمہم اللہ علیہم اجمعین سے ہوگا ؛

طریق استدلال از کتاب اللہ

ح - **معیار اول** - تفسیر صحیح کا شواہد و نظائر قرآنی ہونگے یعنی اگر کسی آیت یا الفاظ قرآنیہ کے دو طور پر معنی کیئے جائیں تو جن معنوں کی تصدیق کے لیئے قرآن کریم و شواہد دستیاب ہوں وہ معنی تو حق اور اسکے برخلاف معنی جو دیگر معنی باطل تصوّر ہوں گے ؛

ط - **معیار دوم** - تفسیر صحیح کا ہمارے پیارے ہادی افضل البشر امام المرسل خاتم الانبیاء فخر بنی آدم خیر الورا سید الاصفیاء بزرگ بعد از خدا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ بمصداق ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی صاحب قاب قوسین او ادنیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و اٰلہٖ و اصحابہ ابدا کی تفسیر ہوگی یعنی اگر کسی آیت کریمہ کی تفسیر حضور پُر نور سے ثابت ہو جائے تو وہ بلا توقف فریقین کو ماننی پڑیگی - مگر اس امر کو ضرور یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی حدیث صحیح قرآن مجید کے مخالف یا معارض ہرگز نہیں ہو سکتی - اگر کوئی روایت خواہ کسی کتاب کی ہو آیات قرآنی کے مخالف یا معارض ہوگی تو ہرگز قابل تسلیم نہیں - کیونکہ قرآن مجید کی حفاظت لفظاً و معناً منجانب اللہ ہے اور ایسی حفاظت کا کسی دیگر کتاب کی نسبت وعدہ الٰہی نہیں ہوا - اسلیئے وہ روایت مورد وحی الٰہی جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں سمجھی جائے گی - اور قرآن مجید ہی ایسی صورت میں بہر حال مقدم ہوگا ؛

ی - **معیار سوم** - تفسیر صحیح کا صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر ہوگی یعنی جب اصحاب رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی آیت کی تفسیر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو وہ بھی ضرور تسلیم کر لیجائیگی بشرطیکہ کتاب و سنت کے معارض و مخالف نہ ہو - ورنہ حجت نہ ہوگی ؛

ک - **معیار چہارم** - تفسیر صحیح کا لغات و محاورات عرب بھی ہیں - لغات و محاورات میں وہی معنی معتبر ہونگے جو عرب عرباء سے ثابت ہوں اور کتب لغات جو صحاح ہیں اسکی مثبت - وہ معنی جو کسی کے قیاس سے تجویز ہوں قابل سماعت نہ ہونگے ؛

نوٹ امرتسری :- مولوی ثناء اللہ کو بھی مجبور ہو کر ان تین معیاروں کو تو بالآخر ماننا پڑا - اسلیئے امرتسری کو تو مزدوری اپنی مقررہ و مسلمہ تحریر کی پابندی لازم ہے - مگر افسوس ہوگا جس وقت ہم امرتسری فاضل کے بیانات ثبوت و تردید میں نقل کر کے ناظرین کو سنائیں گے کہ یہ حضرت کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا - انکے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھلانیکے اور - خیر کچھ ہی ہو اوّل ہم یہاں مکذب مذکور کا وہ اقرار درج کرتے ہیں جو ان معیاروں کے متعلق ہے وہ یہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"صحیح تفسیر وہی ہے جو محاورہ عرب کے موافق ہو خواہ اُس تفسیر کا ذکر کوئی پہلے گذرا یا نہ گذرا ہو" صفحہ ۱۰ اور "قرآن شریف کی صحیح تفسیر وہ ہوگی جسمیں مفردات کو لغت کی شہادت سے حل کیا ہو اور مضامین کی تفسیر میں قرآنی تفسیر کو مقدم سمجھا گیا ہو" صفحہ ۹ اور "حدیث گو کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو قرآن کے برابر نہ اُسکا قطعی ثبوت ہے نہ اسکی دلالت یقینی۔ پھر یہ رائے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ پر حاکم بنایا جاوے۔ اصل مدار وصول حدیث پر ہے چونکہ قرآن شریف کا وصول ہم کو بطریق تواتر ہوا ہے اور حدیث کا بطریق آحاد جو اس درجہ کا نہیں اسلیئے ان دونوں کی تعیین میں فرق ہے" صفحہ ۱۰ اور "جب قرآن مجید کا حکم کسی مسئلہ میں صاف اور صریح ملے تو اسکے سوا غیر کی طرف رُخ کرنا کسی طرح جائز نہیں ہاں جب قرآن مجمل اور ذوالوجوہ ہو تو جو تفسیر حدیث میں ہوگی وہ مقدم ہوگی اور یہی اس حدیث کا مذہب ہے" صفحہ ۲۶۔ اور "اصل یہ ہے کہ کوئی ذوقیا لوئی شخص سوائے پیغمبر علیہ السلام کے یہ رتبہ نہیں رکھتا کہ محض اس کا خیال یا مذہب کسی بات میں سند ہو سکے" صفحہ ۵۴۔

یہ عبارتیں باواز بلند کہہ رہی ہیں کہ صحیح تفسیر وہی ہے جو قرآن شریف ہی بیان کرے اور احادیث ظنی ہیں نہ یقینی اور صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ تو کسی شمار میں ہی نہیں وغیرہ وغیرہ دیکھو رسالہ آیات متشابہات صفحہ ۸ و ۹ و ۱۸ و ۲۶ و ۵۴ مؤلفہ ثناء اللہ مطبوعہ مطبع اہلحدیث امرتسر ۱۹۰۴ء ؛

ل۔ آیات محکمات کو ام الکتاب اور اصل الدلائل سمجھا جائیگا اور آیات متشابہات کے وہی معنی مسلم ہونگے جو محکمات کے موافق ہوں۔ اور محکمات سے ہماری مراد وہ آیات قرآنیہ ہیں جو ذوالوجوہ نہ ہوں اور متشابہات سے وہ آیات جو محتمل الوجوہ ہوں ؛

طریق استدلال از احادیث

ھ۔ جو حدیث قرآن شریف کی کسی آیت کی تفسیر کے (جس کا ثبوت حسب تفصیل بالا متیقن ہو جائے) مخالف یا معارض نظر آئے تو اسکو قرآن شریف کے مطابق کرنیکی کوشش کیجائے۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ قرآن مجید کے معانی پھیر پھار کر حدیث کے تابع کیئے جائیں۔ اگر بڑی کوشش کے بعد بھی کسی روایت صحیح مرفوع متصل کی تاویل بقواعد عربیہ ایسی نہ ہو سکے کہ جس سے تعارض قرآن و حدیث کا رفع ہو۔ تو ناچار ہو کر روایت سے دست بردار ہونا ہوگا مگر قرآن مجید کی آیت نہیں چھوڑی جائے گی ؛

طریق استدلال از آثار صحابہ رضہ

ن۔ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے استدلال میں یہی اصول بالابی ملحوظ رہیں گے۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی اثر صحابیؓ کسی آیت قرآنی یا حدیث رسول ربانی صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف و معارض نہ ہو۔ اور روایتاً بھی وہ صحیح ثابت ہو جاوے تو حجت ہوگا۔ اسکے خلاف ہرگز نہیں ؛

نوٹ۔ امرتسری اہلحدیث اس اصول کا منکر ہے چنانچہ الکلام المبین فی جواب الاربعین مطبوعہ ۱۳۲۲ھ کے صفحہ پر لکھتا ہے کہ "اسمیں کچھ شک نہیں کہ سلف صالحین میں اول گروہ اور اعلیٰ طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اسلیئے جس بات میں انکا قول حجت شرعی نہ ہوگا کسی پچھلے کا تو کیا ہو سکتا ہے" بلفظہ

س۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ مجتہدین۔ اور مفسرین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و قیاسات اُسی حد تک لائق قبول ہونگے جبکہ ۱ قرآن مجید یا احادیث شریفہ یا اثر صحابی کے مخالف و معارض نہ ہوں۔ ورنہ قابل استدلال نہ ہونگے ؛

نوٹ۔ امرتسری فاضل اس اصول کا بھی منکر ہے جیسا کہ اُسی رسالہ کے صفحہ (۹) پر لکھتا ہے کہ "یہ تمام بیان جو اوپر گذرا ہے صحابہ کرامؓ کی تفسیروں کے متعلق ہے۔ لیکن جو لوگ تابعی ہوں یا تبع تابعی انکو بھی اسی پر قیاس کر لیجیے۔ وہ بطریق اولیٰ حجت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ کو تو ایک فضیلت بھی تھی۔ کہ وہ شرف صحبت نبویؐ سے مشرف تھے۔ مگر چونکہ شریعت میں سوائے خدا و رسولؐ کے کسی کی بات حجت اور سند نہیں مانی گئی۔ اسلیئے صحابہؓ کے اقوال کی نسبت علماء محدثین اہل سنت نے یہ رائے قائم کی ہے جو اوپر مذکور ہوئی اور تابعی وغیرہ کی بابت بھی صاف لفظوں میں کہا کہ حجت اور سند نہیں" الکلام المبین ؛

ع۔ جملہ تنقیحات کے ثبوت میں منجملہ دلائل اربعہ شرعیہ یعنی قرآن مجید۔ حدیث صحیح۔ اجماع۔ قیاس کے صرف دو مقدم الذکر دلائل سے ہی استدلال کیا جائیگا۔ مؤخر الذکر ہر دو دلائل کو معتقدات اور واقعات گذشتہ و آئندہ کے لیئے ہرگز پیش نہ کیا جاوے ؛

نوٹ۔ امرتسری منکر کو یہ اصول منظور ہے اور وہ کلام المبین کے صفحہ ۳۱ پر لکھتا ہے کہ "امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر محدث اور مجتہد فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی اجماع کے وجود کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے کیونکہ اجماع ہو ہی نہیں سکتا"

ان قواعد کی پابندی سے فریقین امورات تنقیح کا نمبروار جواب دیں جو فریق ان اصول کی خلاف ورزی کریگا وہ شکست یافتہ اور ہزیمت خوردہ سمجھا جاکر فیصلہ اُسکے خلاف صادر ہوگا ؛

اب میں تنقیح اول کے متعلق مدعیان کی تمام شہادت نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ بعد ازاں جرح و تردید منجانب مدعا علیہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام پیش کروں گا ؛

تنقیح اوّل کی تحقیق

کیا مسیح ناصری کے بجائے اللہ تعالیٰ نے واقعی کسی غیر شخص کو مسیح کا ایسا ہمشکل بنا دیا تھا کہ جسکو دوست یا دشمن کوئی شناخت نہ کر سکا؟ اگر ایسا ہوا تو وہ کون شخص تھا؟ اور اس قسم کی کوئی دیگر نظیر بھی موجود ہے یا نہیں؟ ثبوت بذمہ مدعیان تردید بذمہ حضرت مرزا صاحبؑ

ثبوت منجانب مدعیان

مدعیان کا پہلا گواہ مولوی محمد بشیر سہسوانی مصنف الحق الصریح

ثالث۔ مولوی صاحب! آپ کو واقعہ صلیب کے متعلق کچھ علم ہے؟

گواہ۔ بے شک مجھے اسکا پورا پورا علم ہے ؛

ثالث۔ اچھا باقرار صالح خدا کو حاضر ناظر جانکر سچ سچ بیان تو فرمائیے ؛

گواہ۔ سنیئے۔ میں اپنے ایمان سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بے شک مسیح کے بجائے اُس کا ایک مخلص مومن حواری ہمشکل مسیح بنایا جاکر قتل کیا گیا اور پھر صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور مسیح زندہ بجسم بشری خاکی آسمان پر اُٹھایا گیا۔ جیسا کہ تفسیر فتح البیان سے میں نے اپنے رسالہ الحق الصریح میں ثابت کر دیا ہے۔ وہی میرا حلفی بیان ہے اور وہ اس طرح ہے ؛

ثالث آپ کا مذہب کیا ہے؟

گواہ۔ میں اہلحدیث ہوں۔ اور میرا بیان یہ ہے ؛

(نقل بلفظہ رسالہ الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح صفحہ ۲۱ و ۲۲ مؤلفہ مولوی محمد بشیر سہسوانی وبھوپالی)

"روایت کیا سعید بن منصور و نسائی و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے ابن عباس سے کہا انہوں نے جب ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ اُٹھا دے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان کی طرف۔ نکلے حضرت عیسیٰؑ اپنے یاروں کی طرف اور گھر میں بارہ مرد تھے حواریوں میں سے پس نکلے اوپر اُنکے چشمہ سے جو گھر میں تھا اور سر سے اُنکے پانی ٹپکتا تھا۔ پس فرمایا کہ تحقیق بعض تم میں سے وہ ہے کہ کفر کریگا میرے ساتھ بارہ بار بعد اسکے کہ ایمان لایا مجھ پر۔ پھر فرمایا کہ کون

ہے یں ہے نہ ڈالی جاوے اُسپر میری شبیہ پھر قتل کیا جاوے وہ میری جگہ اور ہو میرے ساتھ میرے درجہ میں۔ پس کھڑا ہُوا ایک جوان نوعمروں میں سے۔ پس فرمایا واسطے اُسکے بیٹھ جا۔ پھر اعادہ کیا اُنپر اس بات کا۔ پھر کھڑا ہُوا وہی جوان۔ پھر کہا کہ بیٹھ جا۔ پھر اعادہ کیا اُنپر اُس بات کا۔ پھر کھڑا ہُوا وہی جوان۔ پس کہا اُس نے مَیں۔ پس فرمایا کہ تو وہی ہے۔ پس ڈالی گئی اُس پر شبیہ عیسیٰؑ کی اور اُٹھائے گئے عیسیٰؑ روشندان سے جو گھر میں تھا آسمان کی طرف۔ اور آئے تلاش کرنے والے یہود کی طرف سے۔ پس پکڑ لیا اُنہوں نے شبہ کو۔ پس قتل کیا اُسکو۔ پھر سولی پر چڑھایا اُسکو۔ پس کفر کیا ساتھ اُنکے بعض اُنکے نے بارہ بار بعد اسکے کہ ایمان لایا اُنپر۔ پس متفرق ہو گئے تین فرقے۔ پس کہا ایک فرقہ نے رہا اللہ ہم میں جبتک کہ چاہا اُس نے پھر چڑھ گیا آسمان کی طرف پس یہ یعقوبیہ ہیں۔ اور کہا ایک فرقہ نے تھا ہم میں بیٹا اللہ کا جب تک کہ چاہا اُس نے پھر اُٹھا لیا اُسکو اللہ نے اپنی طرف اور یہ نسطوریہ ہے۔ اور کہا ایک فرقہ نے تھا ہم میں بندہ اللہ کا اور رسول اُس کا یہ مسلمان تھے (یعنی اُس زمانہ کے) پھر چڑھائی کی کافروں نے مسلمانوں پر پس قتل کیا اُنکو پس ہمیشہ رہا اسلام مٹا ہُوا یہانتک کہ بھیجا اللہ نے محمد صلعم کو پس اُتاری اللہ نے اُنپر یہ آیت فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ یعنی پس ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل میں سے یعنی وہ گروہ جو ایمان لایا حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں اور کفر کیا ایک گروہ نے یعنی اُس نے کہ کافر ہُوا حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں پس تائید کی ہم نے اُن لوگوں کی کہ ایمان لائے زمانہ میں حضرت علیہ السلام کے اس طرح پر کہ محمد صلعم نے اُن کے دین کو کافروں کے دین پر غالب کیا۔ کہا ابن کثیر نے بعد اسکے کہ چلایا اس حدیث کو اس لفظ سے نزدیک ابن ابی حاتم کے۔ کہا حدیث کی ہم کو احمد بن سنان نے حدیث کی ہم کو ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے منہال بن عمرو سے اُنہوں نے سعید بن جبیر سے اُنہوں نے ابن عباس سے پس ذکر کیا اُسکو اور یہ سند صحیح ہے ابن عباس تک۔ اور سچ کہا ابن کثیر نے پس یہ کل رجال رجال صحیح میں سے ہیں۔ اور روایت کیا اسکو نسائی نے حدیث ابن کریب سے اُنہوں نے معاویہ سے مثل اُسکے انتہت۔ کہتا ہوں مَیں (محمد بشیر سہسوانی) کہ اس ناچیز نے سب رجال کو دیکھا تو سب رجال اسکے رجال بخاری و مسلم کے ہیں سوائے منہال بن عمرو کے کہ وہ صرف رجال بخاری سے ہے اور اثر کے حکماً مرفوع ہونے پر یہ عبارت سخاوی کی دال ہے" انتہیٰ بلفظہ ؛

(۲) مدعیان کا دوسرا گواہ مولوی محمد عبداللہ شاہجہانپوری مصنف شفاء للنّاس شاگرد میاں نذیر حسین دہلوی۔

ثالث۔ مولوی صاحب! آپکو بھی واقعۂ صلیب کا کچھ حال معلوم ہے؟ اگر معلوم ہے تو سنائیے؟

گواہ۔ مجھے بھی وہی معلوم ہے جو گواہ اول نے بیان کیا ہے کہ "مسیحؑ کے بجائے اُسکا ایک مومن حواری ہمشکل مسیحؑ بنایا جاکر قتل کرکے صلیب پر لٹکایا گیا" اور مَیں نے اپنے رسالہ شفاء للنّاس میں درج کر دیا ہے وہاں سے دیکھ لیجئے۔ البتہ اسقدر مَیں اور کہنا چاہتا ہوں کہ یہ صحیح السند اثر حکماً مرفوع کے ہے کیونکہ ایسے صحابیؓ کا قول ہے جو اہل کتاب سے نہیں لیتے۔

حاشیہ۔ چنانچہ بخاری کی کتاب الشہادات اور باب الاعتصام میں دیکھو کہ حضرت ابن عباس لوگوں کو کیسا اہل کتاب سے لینے پر زجر کرتے تھے پھر آپ کیوں ایسا کام کرینگے" بلفظہ منہ

(از مظہر للنّاس)

ثالث۔ آپ کا مذہب کیا ہے؟

گواہ۔ اہل حدیث

KHILAFAT LIBRARY

مدعیان کا تیسرا گواہ پیر مہر علی شاہ ساکن گولڑہ مؤلف شمس الہدایہ وسیف چشتیائی

ثالث۔ جناب پیر جی صاحب! کیا آپ بھی واقعۂ صلیب کے عالم ہیں؟

گواہ۔ مَیں بھلا کیوں عالم نہ ہوتا۔ میرا علم تو بطریق مشاہدہ کے ہے نہ کہ سماعی۔ مَیں نے تو اسکے متعلق دو بڑی کتابیں اپنے نام سے چھپوا کر شائع کی ہیں۔ جنکا نام شمس الہدایہ اور سیف چشتیائی ہے۔ اُنمیں یہ سارا واقعہ ابن عباسؓ صحابی سے مفصل طور پر لکھدیا ہے۔ جو گواہ اوّل و دوئم کے بیان کے مطابق ہے۔ بلکہ تفسیر درمنثور کی ایک روایت قتادہ تابعی سے مَیں نے علاوہ بریں درج کرکے پورے طور پر ثابت کر دیا ہے کہ مسیحؑ کے بجائے اُسکے ایک مومن حواری ہی کو ہمشکل بنایا جاکر قتل کرکے مصلوب کیا۔ اور وہ روایت یہ ہے۔ کہ

" فرمایا قتادہ تابعی جلیلؒ نے بعد جو شمن اللہ کے ہیں فخر کیا اور گمان کیا ساتھ قتل اور صلیب عیسیٰؑ کے فرماتے ہیں۔ قتادہ یہ گمان غلط ہے اسلیئے کہ فرمایا عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں کو کون ہے تم میں سے جسپر شباہت میری ڈالی جاوے اور قتل کیا جائے۔ عرض کی ایک نے (اُنمیں سے) مَیں ہوں اے رسول اللہ کے پس قتل کیا گیا وہ شخص اور باز رکھا اللہ نے عیسیٰؑ کو قتل ہونے سے یا یہ طور کہ اُٹھا لیا اللہ نے اُنکو۔ صفحہ ۱۸ رفع جسمی قبل از واقعہ صلیب کا مضمون جو اثر ابن عباسؓ میں ہے نہ تو معتقد بہ یہود و نصاریٰ کا تھا اسکا احتمال روایت ابن عباسؓ کا اہل کتاب سے ہو اور نہ خود ابن عباسؓ اس مضمون کو اپنے اختراع سے پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا یہی ماننا پڑے گا کہ بالضرور ابن عباس رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے"

بلفظہ حاشیہ شمس الہدایہ صفحہ ۹

(از شمس الہدایہ صفحہ ۹)

ثالث۔ آپ کا مذہب اور طریقہ کیا ہے؟

گواہ۔ مَیں حنفی المذہب اور چشتی المشرب ہوں۔

خلاصہ بیان ہر سہ گواہان

(۱) اثر یعنی قول ابن عباسؓ صحابی اور قتادہ تابعی سے مشابہت مسیحؑ کی حقیقت معلوم ہوئی ہے ؛

(۲) آسمان پر اُٹھائے جانے کے وقت حضرت عیسیٰؑ مع اپنے بارہ حواریوں کے ایک مکان میں تھے ؛

(۳) آسمان پر جانے سے پہلے حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو مخاطب کرکے تین بار کہا کہ جو تم میں سے یہ امر قبول کرے کہ اُسکی شکل میری صورت سے تبدیل کیجاوے تو وہ میرا ہم مرتبہ اور جنّت میں میرے ساتھ ہوگا ؛

(۴) اُن میں سے بجز ایک نوجوان حواری کے کسی نے قبول نہ کیا۔ پس اُسی نوجوان مخلص کی فوراً شکل تبدیل ہوکر حضرت عیسیٰؑ جیسی ہوگئی ؛

(۵) حواری کی شکل تبدیل ہوجانے کے بعد مسیحؑ کو مکان مذکور کے روشندان سے آسمان پر لے گئے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶) آسمان پر چلے جانے کے بعد یہودی مسیحؑ کو پکڑنے آئے اور اُس حواری کو ہی مسیحؑ سمجھ کر پکڑ لیا اور لیجا کر اوّل قتل کیا اور پھر سولی پر چڑھایا۔ اِس جگہ اثر مذکور کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ صَلَبُوْهُ جس میں قتل کرنے کے بعد صلیب پر چڑھایا جانا بیان ہُوا ہے۔

(۷) بعد از واقعہ صلیب نصاریٰ کے تین فرقے ہو گئے ایک یعقوبیہ جو مسیحؑ کو خدا مانتے اور دوسرا نسطوریہ جو اُسکو خدا کا بیٹا کہتے۔ یہ دونوں فرقے مسیحؑ کے آسمان پر جانے کے قائل تھے۔ مگر تیسرا فرقہ مسلمان جو اُسکو رسول جانتے تھے انکا عقیدہ صعود الی السماء کے متعلق اس اثر میں بیان نہیں کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آسمانی صعود کے قائل نہ تھے۔

(۸) یہ اثر بہت صحیح ہے کیونکہ اسکے تمام راوی بخاری اور مسلم کے راویوں میں سے ہیں۔

(۹) یہ قول صحابی حدیث مرفوع کا حکم رکھتا ہے کیونکہ جو صحابی کوئی ایسی خبر سُنا دے جسمیں رائے و اجتہاد کا دخل نہ ہو تو وہ بمنزلہ اُس حدیث کے ہے جس کو خود آنحضرت صلعم نے فرمایا ہووے۔

(۱۰) اور نہ یہود و نصاریٰ کا یہ اعتقاد تھا جو اثر ابن عباسؓ میں بیان ہُوا ہے۔ اسلیئے یہ احتمال نہیں ہو سکتا کہ ابن عباسؓ نے اہل کتاب سے یہ روایت کی ہے۔ اور نہ ابن عباسؓ اہل کتاب سے روایت کرنا اچھا جانتے تھے۔

ناظرین! اس خلاصہ بیان ہر سہ گواہان کو خوب یاد رکھیں۔ اور آگے دیگر گواہوں کا بیان سُنیں جو کہ ان تینوں کے خلاف ہے۔

مدعیان کا چوتھا گواہ مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری مؤلف تفسیر ثنائی

ثالث۔ مولوی جی! تمکو بھی واقعہ صلیب کے بارے میں اگر کچھ خبر ملی ہے تو سچ سچ بیان کرو؟

گواہ۔ میں اپنا سچا بیان تفسیر قرآن میں جس کا نام "تفسیر ثنائی ہے" باقرار صالح بقائمی ہوش و حواس خود لکھ چکا ہوں اُسکو ملاحظہ فرمالیں جو اطرح ہے۔

"حضرت مسیحؑ کی وفات کا واقعہ بلحاظ کتب اسلامیہ اور نصرانیہ اسی طرح ہے کہ حضرت مسیحؑ کی جب چاروں طرف سے دار و گیر شروع ہوئی تو اُن کے شاگرد یہودا اسکریوطی نے پکڑوانے پر رشوت لے لی اور ایک مقام پر آسانی سے پکڑوانا چاہا تو خدا نے اُنکو بحفاظت اُٹھا لیا اور اُنکی شکل کا حلیہ دوسرے کسی شخص مخالف پر ڈالدیا۔ اسی بیان سے آیت شُبِّهَ لَهُمْ اور قول ابن عباسؓ کہ (فبعث اللہ جبرئیل فادخلہ فی خوخۃ فی سقفہا وزنۃ فرفعہ الی السماء من تلک الروزنۃ فالقی اللہ علیہ شبہ عیسیٰ فقتلوہ و صلبوہ۔ تفسیر معالم مختصراً۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص پر جو مسیحؑ کو پکڑوانے کے لیئے مکان کے اندر گیا تھا مسیحؑ کی شکل ڈالدی اور مسیحؑ کو مکان کی چھت کے روزن سے آسمان پر اُٹھا لیا) اور اناجیل مروجہ منطبق ہو جاتی ہیں اور اگر غور کیا جائے تو درایتاً بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ جب اُس شخص کو جسپر مسیحؑ کی شبیہ ڈالی گئی تھی) پھانسی دی گئی تو اُس نے ایسی کچھ گھبراہٹ کی جو انبیاءؑ تو کجا بلکہ عوام صلحاء کی شان سے بھی بعید ہے۔ تکلیف کے وقت چلّانا اور شور مچانا اور خدا کی شکایت کرنا کون نہیں جانتا کہ صلاحیت سے کوسوں دُور ہیں" صفحہ ۷۰ و ۷۱

"رہا اصل اعتراض کہ مسیح کی شکل دوسرے پر کس طرح پڑ گئی یہ تو خلاف عادت ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ جس خدا نے حضرت موسیٰؑ کی لکڑی کی شکل بدلکر سانپ اور سانپ سے لکڑی بنا دی وہ مسیحؑ کی سی شکل دوسرے کو بھی بنا سکتا ہے۔ بلفظہ بقدر الضرورت حاشیہ نمبر ۴ تفسیر ثنائی جلد دوم صفحہ

خلاصہ بیان ثنائی

(۱) مسیحؑ کو چھت کے روزن سے جبرئیل نکال کر آسمان پر لے گئے۔

(۲) آسمان پر لے جانے کے بعد یہودا اسکریوطی مرتد حواری جب مسیحؑ کو پکڑوانے مکان کے اندر گیا۔ تو خدا نے اُسکو مسیحؑ کا ہمشکل بنا دیا۔

(۳) اسی مرتد حواری کو مسیح سمجھکر صلیب کے ذریعہ یہودیوں نے قتل کر دیا۔

(۴) مصلوب کا بوقت قتل بالصلیب گھبراہٹ دکھلانا اُسکے دشمن مسیحؑ اور کافر و مرتد ہونے کی دلیل ہے کیونکہ تکلیف کے وقت شور مچانا اور خدا کی شکایت کرنا مومن کا کام نہیں۔

(۵) مسیحؑ کا ہمشکل دوسرے کو بنا دینے کا ثبوت یہ ہے کہ جس خدا نے عصاء موسیٰؑ کو سانپ بنا دیا اُسی خدا نے مرتد حواری کو مسیحؑ کا شبیہ بنا دیا۔

ثالث۔ تمہارا مذہب کیا ہے؟

گواہ۔ میں غیر مقلد ہوں۔

اس بیان کے بعد اب میں پانچویں گواہ کا بیان نقل کرتا ہوں جس نے اپنے پورے زور انتہائی کوشش اور طرح طرح کے حیلوں اور چالوں سے اہل دنیا کو دھوکا اور مغالطہ دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ضلالت کی تجدید میں ناخنوں تک زور لگا کر پوسیدہ اور بے ہودہ عقیدہ کو پبلک کے سامنے بلباس دیگر پیش کر کے اپنی ملمع سازی پر بدیں الفاظ فخر کیا ہے کہ "اللہ عزیز حکیم نے مجھ عاجز کو محض اپنے فضل و کرم سے راہ حق ہدایت کی اور ہر طرح سے ظاہراً و باطناً۔ معقولاً و منقولاً مسئلہ حقہ (حیات مسیحؑ) سمجھایا" شہادت القرآن حصہ اوّل صفحہ ۴ اسلیئے یہ عاجز راقم بھی اپنے الحی القیوم القادر توانا ہادی حقیقی پر بھروسہ کر کے اسکے طلسم کے توڑنے کے لیئے ہمہ تن مصروف ہو کر سیف قلم سے عصاء موسیٰؑ کا کام لیکر رسیوں کے سانپوں کو نگلے گا۔ اور انشاء اللہ القدیر اسکی ہر معقول کو نامعقول اور ہر منقول کو مجہول یا تخیل محض ثابت کر دکھلائے گا اور میں نے اس کفچہ دار سانپ بنی آدم کے دشمن کی تمام پھنکاروں کو ہر دو حصہ شہادت القرآن میں بڑے غور و تدبّر و انصاف سے بار بار دیکھا ہے۔ خدا شاہد ہے کہ محض فہم و قیاس سے کام لے کر آیات کلام ربانی کو توڑ مروڑ کر اپنے معہود ذہنی کے تابع کرنیکے سوا اس متکبّر نے نہایت بے باکی کے ساتھ عزیز ذو انتقام سے نڈر ہو کر اور کچھ نہیں کیا۔ البتہ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کا حقیقی معنوں میں مصداق بننے کی غیر مفید کوشش کی ہے۔

اب میں اس کا بیان شہادت القرآن حصہ اوّل سے نقل کر کے سُناتا ہوں غور سے سُنئے۔

مدعیان کا پانچواں گواہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصنف شہادت القرآن

ثالث۔ مولوی صاحب کہیئے آپنے بھی صلیب کا کچھ ذکر سُنا ہے جس کا آجکل بہت شور ہو رہا ہے؟

گواہ۔ سُنا کیا معنے یہنے تو اسکے متعلق بہت کچھ تحقیق کیا ہے اور وہ کتابیں بھی پڑھی ہیں جو برخلاف مرزا مخالفوں نے تصنیف و تالیف فرمائی ہیں اور اُن سب کے بعد یہنے خود دو حصوں میں شہادۃ القرآن نام ایک کتاب بڑے مضبوط دلائل کے ساتھ لکھ کر شائع کی ہے جس میں ہر ایک دعوے کا ثبوت معقولاً و منقولاً درج کر دیا ہے۔ ذرا اُس کو دیکھیئے تو سہی کہ یہنے کن نادر طریقوں سے اس فسانہ عجائب کو ثابت کر کے دکھلایا ہے جو اپنا آپ ہی نظیر ہے۔

ثالث۔ کیا آپ نے گذشتہ چار گواہوں سے بڑھکر کوئی نرالی بات تحریر فرمائی ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ ضرور بیان کیجیئے؟

گواہ۔ بات تو کوئی نرالی یہنے نہیں لکھی۔ وہی پُرانی داستان ہے۔ البتہ ایسا پُراز دجل بیان اور مکر و افترا کا طرز و انداز ہے جو مجھ سے پہلے کوئی ادا نہیں کر سکا۔ دیکھیئے میں آپ کو سُناتا ہوں خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ واقعی طریق بیان عجائب و غرائب سے ہے یا نہیں۔ سُنیئے۔

(۱) "مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین۔ یعنی یہود نے (عیسیٰؑ کو قتل کرنے اور صلیب پر چڑھانے کی) تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی ایک تدبیر کی (کہ آپ کو آسمان پر اُٹھا لیا اور ان یہود ہی میں سے ایک شخص کو مصلوب کرا کے قتل کروایا) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے" صفحہ ۲۱

(۲) "ماکرین کو ہلاک کرنا اور اُن کے مکر کا وبال اُنہیں پر نازل کرنا اور اپنے عباد مرسلین کو اُنکے مکر سے بچا لینا سُنت الٰہیہ ہے اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاطر میں فرمایا ہے ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ" صفحہ ۲۷ بُری تدبیر کا وبال اُسکے اہل پر پڑا کرتا ہے صفحہ ۲۵ قرآن کریم میں جہاں کہیں رسل اللہ کے برخلاف کفار کے مکر کا ذکر ہے اس جگہ یہی دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو اُنکے مکر و شر سے محفوظ رکھتا ہے اور اُلٹا ماکرین ہی پر عذاب و وبال نازل کیا کرتا ہے۔ سو اسی طرح مسیحؑ کے خلاف مکر کرنے والوں پر ہی مکر وبال پڑ گیا صفحہ ۳۰ اور مکر اصل میں تدبیر محکم اور کامل کو کہتے ہیں صفحہ ۳۱ مکر اللہ کیا تھا۔ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا اور انہیں (یہود) میں سے کسی کو آپ کا ہمشکل بنا دیا جسکو یہود نے صلیب پر چڑھا کر قتل کیا۔ چنانچہ کشاف۔ جلالین مدارک۔ ابن کثیر جلد سوم۔ بیضاوی۔ فتح البیان وغیرہ تفاسیر میں اسی طرح اس امر کی تصریح موجود ہے صفحہ ۳۲ اور مفسرین نے یہ سب کچھ قرآن شریف ہی سے لکھا ہے۔ ایک شخص کو جو دشمن مسیحؑ تھا صلیب پر چڑھا کر قتل کرنے کا بیان۔

(۳) ولکن شبہ لھم میں تصریحاً ہے اور فقاتلوا ائمۃ الکفر اس کا مؤید۔ صفحہ ۳۳

(۴) "ما قتلوہ و ما صلبوہ۔ نفی صلیب کے لیئے دلیل قطعی ہے یعنی یہود نے۔ عیسیٰؑ کو نہ تو قتل کیا ہے اور نہ آپ کو صلیب پر چڑھایا صفحہ ۳۶ کیونکہ صلب کے معنے لغت میں صرف سولی پر چڑھانا ہیں اور مصلوب اُسکو کہتے ہیں جو سولی پر چڑھایا گیا اُسے موت لازم نہیں۔ غیاث اللغات اور صراح میں ہے صلب پردار کردن۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ مصلوب اُسکو کہتے ہیں جو صلیب پر چڑھایا جا کر مرا جاوے وہ جاہل مطلق ہے ورنہ وہ بتلاوے کہ اگر مصلوب کے یہی معنی ہیں کہ وہ بذریعہ صلیب مارا جاوے تو صرف سولی پر چڑھانے اور سولی پر چڑھائے ہوئے کے لیئے زبان عرب میں کیا لفظ ہیں۔ صفحہ ۳۹ جو الفاظ افعال کیلیئے موضوع ہیں وہ صرف اُنکے ابتدائی صورت کے لیئے ہوتے ہیں۔ نتیجہ اُن میں نہیں ہوتا۔ نتیجہ پر دلالت ترکیب سے ہوتی ہے یا زیادت سے" صفحہ ۴۰

(۵) بحث لکن کی نسبت یہ عرض ہے کہ۔ لکن کا ازالہ اوہام کے لیئے موضوع ہونا تو فریقین کے نزدیک مسلم ہے اختلاف تو تعیین وہم میں ہے صفحہ ۴۱ وما قتلوہ و ما صلبوہ کے معنے تین طریق سے ہو سکتے ہیں اول نفی قتل کو مقول پر مقصور رکھیں تو یہ معنے ہونگے کہ یہود نے مسیحؑ کو قتل نہیں کیا اور نہ اُسکو صلیب پر چڑھایا اسکے خلاف یہ ہوگا کہ کسی اور کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا وھذا الوجہ ہو الحق۔ اور یہی معنی درست ہیں دوسرے معنے کہ نفی قتل کو فاعل پر مقصور رکھیں کہ یہود نے قتل نہیں کیا تو اس کا خلاف یہ ہوگا کہ کسی اور نے اُسکو قتل کر دیا اور تیسرے معنے کہ اگر نفی کو افعال مذکورہ پر مقصور کریں کہ اُسکو قتل نہیں کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا تو یہ آخری ہر دو معنے باطل ہیں صفحہ ۴۲

اول معنے کو ہی جلد و لکن شبہ لھم سے پورا پورا تعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ یہود نے مسیحؑ کو قتل نہیں کیا اور نہ اُنہوں نے اُسے صلیب پر چڑھایا لیکن کسی ایسے شخص کو صلیب پر چڑھایا جو اُنکے لیئے مسیحؑ کا ہمشکل بنایا گیا تھا۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ما قتلوہ و ما صلبوہ کہکر مسیحؑ سے مصلوبیت و مقتولیت کی نفی کر دی تو سامع کو یہ وہم معقول پیدا ہو سکتا تھا کہ مقتول و مصلوب تو ایک شخص ہوا تھا اگر وہ مسیحؑ نہیں تھا تو اور کون تھا؟ سو اس وہم کا ازالہ و لکن شبہ لھم سے کر کے حقیقت امر کھول دی کہ وہ کوئی اور شخص تھا جو از راہ مکر الٰہی مسیح ہمشکل بنایا گیا تھا باتفاق جمہور مفسرین شبہ فعل مسند ہے طرف ضمیر کے جو مقتول کی طرف پھرتی ہے کیونکہ ما قتلوہ و ما صلبوہ دلالت کرتا ہے کہ کسی اور شخص پر قتل واقع ہوا پس اس طریق سے وہ مقتول مذکور ہوا اور شبہ کا اسناد اُس کی طرف ٹھیک ہوا اور بقول بیضاوی بھی اما قتلنا دلیل ہے اسپر کہ کوئی تو مقتول تھا جسکی طرف شبہ مسند ہے۔ صفحہ ۴۳

(۶) گو مقتول کے ناک کان آنکھ مسیحؑ کے اعضاء کے مشابہ تھے مگر اُسکی ذات اور حقیقت وہی رہی تھی جو شباہت پڑنے سے پیشتر تھی کیونکہ مشابہت صوری سے اتحاد ذوات لازم نہیں آتا۔ جیسے کہ حضرت مریم کے پاس حضرت جبرئیل بصورت بشری متمثل ہو کر آئے تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے پاس

جو فرشتے بصورت بشری آئے تھے۔ اور جیسے کہ حضرت جبرئیل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بارہا بصورت بشری آنا صحیحین وغیرہ میں مندرج ہے اور اس تمثل بہ بشریت سے حقیقت ملکیت اُن سے جدا نہیں ہوگئی تھی بلکہ فرشتے کے فرشتے ہی تھے۔ اسی طرح وہ شخص بھی باوجود مسیح کا ہمشکل بنائے جانیکے اپنی ذات وحقیقت میں وہی رہا تھا جو القاء شباہت سے پہلے تھا۔ صدہ

(۷) اذ کففت بنی اسرائیل عنک الآیہ سے صراحتاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں چڑھایا گیا۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عیسیٰؑ کو فرمائیگا کہ وہ نعمت یاد کرو کہ جب تم بنی اسرائیل کے پاس معجزات لائے اُنہوں نے معجزات کو جادو کہکر تمپر دست درازی کرنی چاہی تو ہم نے اُنکا ہاتھ تم سے روکے رکھا یعنی تمہارے پاس تک نہ آنے دیا صدہ اس سورہ مائدہ میں صحابہؓ کو بھی خدا نے ایسے ہی کلمات سے نعمت یاد کرائی ہے اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم الآیہ یعنی جب کفار نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو ہم نے اُنکے ہاتھ تم سے روکے رکھے۔ جس طرح عیسیٰؑ کے حق میں یہود نے ارادہ بد (قتل) کا کیا اور خدا نے اُنکو آپ تک پہنچنے نہ دیا اسی طرح یہود بنی نضیر نے آنحضرت صلعم کے ساتھ ارادہ بد کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُنکے شر سے محفوظ رکھا جس کا ذکر اس آیت فکف ایدیھم عنکم میں ہے جس طرح مسیح کو واذ کففت بنی اسرائیل عنک سے نعمت یاد دلاتا ہے اسی طرح صحابہؓ کو فکف ایدیھم عنکم سے انعام یاد کرایا۔ پس جس طرح اس واقعہ میں صحابہؓ کو کوئی گزند نہیں پہنچا اسی طرح مسیح کو بھی صلیب کی تکلیف نہیں اُٹھانی پڑی صدہ

(۸) ؎ اور وجیھا فی الدنیا والآخرۃ بھی عدم مصلوبیت مسیحؑ کی دلیل ہے کیونکہ مصلوبیت باعث ذلت دنیاوی ہے جو وجاہت دنیاوی کے خلاف ہے اور مجرد صلیب پر چڑھایا جانا ہی ذلت اخروی دنیاوی کے لیئے کافی ہے موت بالصلیب ضروری نہیں پس اگر مسیح صلیب پر چڑھائے گئے ہوں تو وہ وجیھاً فی الدنیا نہیں رہتے اور محض زبانی ایذا جو بذریعہ طعن و بہتان یہود نے پہنچائی وہ منافی وجاہت نہیں جیسا کہ خدا موسیٰؑ کی شان میں فرماتا ہے کہ فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھاً۔ جس طرح مقولہ یہود سے موسیٰؑ بری کیا اور آپ کی وجاہت میں کوئی نقص نہیں آیا اسی طرح طعن یہود سے مسیح روح اللہ کو معجزہ تکلم فی المہد کے ذریعہ بری کیا اور آپکی وجاہت میں کوئی فرق نہیں آسکتا صدہ انتہی ملخصاً۔ شہادت القرآن حصہ اوّل ؛

ثالث۔ آپ کا مذہب کیا ہے ؛

گواہ۔ میں اہل حدیث ہوں ؛

خلاصہ بیان گواہ پنجم

(۱) اللہ تعالیٰ کا مکر یہود کے برخلاف یہ تھا کہ ایک دوسرے شخص کو مسیحؑ کا ہمشکل بنا دیا۔ اور مسیحؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا ؛

(۲) جسپر مسیح کی صورت ڈالی گئی وہ یہودیوں میں سے ہی ایک شخص دشمن مسیح تھا۔

(۳) مکر تدبیر محکم و کامل کو کہتے ہیں۔

(۴) ما قتلوہ وما صلبوہ نفی صلیب کی دلیل قطعی ہے۔ اسکے معنے ہیں کہ یہود نے مسیح کو نہ قتل کیا نہ اُسے صلیب پر چڑھایا۔ کیونکہ صلیب کے معنے بروئے لغت صرف سولی پر چڑھانا اور مصلوب وہ جو سولی پر چڑھایا گیا موت اُسے لازم نہیں ؛

(۵) جو شخص مصلوب کے معنے "صلیب پر مارے گئے" کے کرتا ہے وہ جاہل ہے۔ ورنہ بتلاوے کہ مصلوب اگر اُسکو کہتے ہیں جو سولی پر چڑھا کر مارا گیا ہو۔ تو صرف سولی پر چڑھانے اور سولی پر چڑھائے ہوئے کے لیئے زبان عرب میں کیا الفاظ ہیں ؛

(۶) جو وہم سامع کو اس آیت کے سُننے سے پیدا ہو سکتا ہے وہ یہی ہے۔ کہ قتل و صلب تو ایک شخص پر ضرور واقع ہوا ہے۔ اور ما قتلوہ وما صلبوہ سے مسیحؑ کے قتل و صلب کا انکار کیا جاتا ہے۔ پھر اگر مقتول مسیح نہیں تو۔ اور کون تھا؟

(۷) اس وہم کا ازالہ و لکن شبہ لھم سے کر دیا۔ کہ وہ کوئی اور شخص تھا؟ جو از راہ مکر مسیحؑ کا ہمشکل بنایا گیا تھا ؛

(۸) اور شبہ فعل مسند ہے طرف ضمیر کے جو مقتول کی طرف پھرتی ہے۔ جیسا کہ۔ ما قتلوہ وما صلبوہ بقول مفسرین وانا قتلنا المسیح بقول بیضاوی دلالت کرتا ہے کہ قتل ایک شخص پر واقع ہوا۔ اسلیئے وہ مقتول کالذکر سمجھنا چاہیئے۔

(۹) ما قتلوہ وما صلبوہ کے معنے ایک ہی طریق سے ہو سکتے ہیں کہ نفی قتل کو مفعول پر (جو کہ مسیحؑ ہے) مقصور کریں جسکے معنے یہ ہونگے کہ۔ یہود نے مسیحؑ کو جو مفعول ہے نہ قتل کیا اور نہ اُسے صلیب پر چڑھایا۔ اسکے خلاف یہ معنے ہونگے کہ کسی اور کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا ؛

(۱۰) گو مقتول ظاہری طور پر پورا پورا مسیحؑ کا شبیہ تھا لیکن باطنی طور پر وہ دشمن مسیحؑ ایک یہودی تھا اور ظاہری صورت بدلنے سے حقیقت اور ذات نہیں بدلتی ؛ اسی طرح شبیہ مسیحؑ کا ظاہراً مسیحؑ بنجانا تو صحیح ہے مگر باطناً وہ شیطان کا شیطان ہی تھا ؛

(۱۱) یہودیوں نے مسیحؑ کو چھوا تک بھی نہیں صلیب پر چڑھانا تو کجا۔ پڑھو اذ کففت بنی اسرائیل عنک ؛

(۱۲) وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ بھی نفی صلیب کی دلیل ہے۔ اور صلیب پر چڑھایا جانا ہی وجاہت دنیوی کے خلاف ہے۔ ذلت ورسوائی دنیاوی کے لیئے موت بالصلیب ضروری نہیں ؛

(۱۳) یہ سب امور یعنی مسیح کا آسمان پر اُٹھایا جانا۔ اور بجائے اُنکے ایک دشمن کا ہمشکل بنایا جانا۔ اور اُسکا ہی قتل کیا جانا۔ پھر صلیب پر چڑھایا جانا۔ وغیرہ مفسرین نے قرآن شریف سے ہی بیان کیے ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایہا الاخوان! یہ ہیں میر سیالکوٹی کے معقولی ومنقولی استدلال۔ جنپر اسکو بڑا ناز ہے کاش یہ مولوی معقول ومنقول کو کچھ سمجھا ہوتا۔ میں نے اسکے طویل رسالوں کو ہر چند چاہا کہ پڑھ کر کچھ فائدہ ان سے حاصل کروں اور کوئی دلیل ایسی ڈھونڈوں جو اثبات مدعا مصنف کے لیئے واقعی دلیل کہلا سکے۔ مگر افسوس کہ آخر تک انمیں سوائے مغالطہ آمیز تحریروں کے کچھ بھی نہیں پایا انشاء اللہ تعالیٰ آگے چلکر یہ سب ظاہر ہوا جاتا ہے۔ ذرا آپ صبر کریں۔ اس گواہ نے اخیر تک زور لگا کر مسیح کو آسمان پر چڑھانے کی بیسود کوشش کی۔ مگر بدقسمتی مصنف سے وہ زمین سے بجز عنصری ایک فرلانگ بھی اونچا نہ جا سکا۔ دونوں حصے شہادت القرآن کے پڑھ دیکھو مگر حرام کہ کسی دعوے کا ثبوت مسلمات خصم سے ہو۔

اس خلاصہ کو بھی یاد رکھو اور آگے اس خمسۂ متحیرہ سے چھٹے گواہ کا بیان سنو جو گذشتہ بیانات کے خلاف ہے۔

مدعیان کا چھٹا گواہ حاجی احمد حسین میرٹھی

مصنف اتمام البرہان مرید حاجی امداد اللہ صاحب

ثالث حاجی صاحب! آپ نے بھی اگر واقعۂ صلیب کی بابت کچھ سنا ہو تو فرما دیجئے؟

گواہ۔ ہاں صاحب میں نے بھی اس واقعہ حیرت افزا کا صحیح صحیح حال سنا ہوا ہے۔ جسکو ایک بڑی کتاب موسومہ بہ "اتمام البرہان" میں لکھکر مولوی احمد حسن شوکت ایڈیٹر شحنۂ ہند میرٹھ کی تصدیق سے مزین کرا کے انہیں کے مطبع میں چھپوا کر شائع کر دیا ہے۔ ذرا اسکو ملاحظہ تو فرمائیے کسقدر پُر زور دلائل سے القاء شبہ بر دشمن مسیح ثابت کیا ہے۔ جو اس طرح ہے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایک گروہ یہود کی طرف گذرے وہ کہنے لگے وہ آیا جادوگر کا بیٹا اور بدکار بیٹا زانیہ کا (معاذ اللہ منہ) آپ غضبناک ہوئے اور بددعا کی اور کہا اے اللہ تو میرا رب اور میں تیری بنائی ہوئی روح سے نکلا اور تیرے حکم سے پیدا ہوا۔ اے اللہ لعنت کر جسنے مجھے اور میری ماں کو گالی دی فوراً وہ سب گستاخ بے ادب سؤر بنگئے

یہود کے بادشاہ نے یہ دیکھا تو ڈرا کہ مبادا میرا بھی یہی حال ہو اور یہود آپکے فعل پر مجتمع ہوگئے اور آپ کو ایک مکان میں بند کیا۔ جبریل بحکم رب جلیل آئے اور روزن سے آپ کو آسمان پر اٹھا لے گئے۔ بادشاہ نے طیطانوس نامی اپنے مصاحب کو حکم دیا کہ اس مکان میں جاکر حضرت عیسیٰؑ کو شہید کرے۔ اندر جانا تھا کہ صورت بدل گئی جب نکلا تو لوگوں کی نظر میں ایسا معلوم ہوا کہ یہی عیسیٰؑ ہے۔ انہوں نے اسے قتل کیا اور سولی پر چڑھایا مگر کفار خوار ہوئے اور دانو الٰہی نے اپنا پورا جلوہ دکھایا" انتہی بلفظہ

"جس نے حضرت عیسیٰؑ کی خبر بادشاہ ظالم کو دی تھی اسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی صورت پر کر دیا۔ وہ لوگ اسے عیسیٰؑ سمجھے اور سولی دیدی پھر وہ اپنی اصلی صورت پر آگیا۔ یہود کو اس میں شبہ پڑا اور تردد ہوا کہ آیا ہم نے قتل کیا یا نہیں" بلفظہ صـ۸۴

ثالث۔ آپ کا مذہب ومشرب کیا ہے؟

گواہ۔ میں حنفی المذہب اور چشتی المشرب ہوں۔

خلاصہ بیان گواہ ششم

(۱) ابن عباسؓ سے مشاکلت مسیحؑ کا حال معلوم ہوا ہے۔

(۲) مسیحؑ کو یہود نے گالیاں دیں آپنے بددعا کی تو وہ سؤر بن گئے۔

(۳) یہود کا بادشاہ اس بددعا کے فوری اثر سے ڈر کر مسیحؑ کے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ اسوقت یہود کی سلطنت تھی (تاریخ دانی پر قربان)

(۴) مسیحؑ کو بادشاہ نے ایک مکان میں بند کیا جہاں سے جبرئیل آکر روزن کی راہ سے مسیحؑ کو آسمان پر لے گئے اور مکان خالی کر دیا۔

(۵) بادشاہ یہود نے طیطانوس اپنے مصاحب کو مسیحؑ کے قتل پر مامور کیا۔

(۶) طیطانوس مصاحب مکان کے جب اندر گیا تو مسیحؑ کو نہ پایا اسی کی شکل مسیحؑ کی بنگئی اور باہر نکلتے ہی یہود نے اسے مسیح سمجھ کر قتل کرکے سولی پر چڑھا دیا۔

(۷) جب اسے قتل کر چکے تو اسکی اپنی اصلی صورت ہوگئی جس سے یہود کو شبہ ہوگیا ولکن شبہ لھم کے مطابق۔

ناظرین! اس خلاصہ کو یاد رکھکر آگے مدعیان کے ساتویں گواہ بڑے مفسر اور شمس العلماء کا بیان اسکے خلاف ملاحظہ فرما دیں۔

مدعیان کا ساتواں گواہ مولوی ابو محمد عبدالحق

دہلوی مؤلف تفسیر حقانی شمس العلماء

ثالث۔ کہیئے حقانی صاحب! آپنے بھی اپنی تفسیر میں کچھ واقعہ صلیب کے متعلق درج فرمایا ہے یا نہیں؟

گواہ۔ میں نے تو تمام تفاسیر کا لب لباب لکھدیا ہے۔ تفسیر حقانی کی جلد سوم مطبوعہ ۱۳۰۵ھ کے صـ۱۸۵ پر میرا مندرجہ ذیل حقانی بیان موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ

"حضرت عیسیٰؑ دن کو شہر یروسلم میں آکر ہیکل یعنی بیت المقدس میں وعظ فرمایا کرتے تھے شام کو زیتون کے پہاڑ میں کسی درخت کے نیچے بیٹھکر دعا وعبادت الٰہی میں رات تمام کرتے تھے۔ اس عرصہ میں یہود کی عید فطیر جسکو عید فسح کہتے ہیں قریب آئی اور سردار کاہن اور فقیہ اس فکر میں تھے کہ انکو مار ڈالیں۔ عیسیٰؑ کے حواریوں میں سے ایک شخص یہودا نامی نے جاکر انسے کچھ روپیہ لیکر خبر کر دی پھر تو یہودیوں کی ایک جماعت ہتھیار باندھکر اس پہاڑ پر پہنچی اور حضرت عیسیٰؑ خدا سے گریہ وزاری کر کے یہ کہہ رہے تھے کہ اے خداوند اگر تیری مرضی ہو تو یہ پیالہ مجھ سے دور کر دے۔ اور اپنے حواریوں کو آمادہ کر رکھا تھا۔ انکے پاس صرف دو تلواریں تھیں۔ حضرت عیسیٰؑ کو یہ حال معلوم ہوگیا تھا الغرض شبانہ یہود حضرت مسیحؑ کو گرفتار کرکے انکے منہ پر طمانچے مارتے اور ٹھٹھا کرتے ہوئے شہر میں لائے صبح کو تمام یہود جمع ہوئے اور انسے پوچھا اگر تو وہ مسیح ہے تو ہم سے کہدے (باقی دارد)

(از تفسیر حقانی از ابو محمد عبدالحق دہلوی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تصدیق نبوتِ احمدیہ

النبوۃ فی الاسلام پر ایک نظر

گذشتہ سے پیوستہ

دوسرا امتیازی نشان نبی اور غیر نبی میں خدا کا ایک قولی امتیاز ہے یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ نبی کا نام وحی نبوت میں نبی اور رسول رکھتا ہے۔ لیکن کسی غیر نبی کا نام وحی نبوت میں نبی اور رسول نہیں رکھا جاتا۔ یہ ایک ایسا کھلا کھلا امتیاز ہے جس سے کسی کو بھی گریز نہیں۔ قرآن شریف میں انبیاء کا بھی ذکر ہے اور غیر انبیاء کا بھی۔ اب ساری جگہ دیکھ لو کسی غیر نبی فرد کا قرآن نے نام نبی اور رسول نہیں رکھا۔ بلکہ نبی اور رسول کے نام سے وہی مخصوص کئے گئے ہیں۔ جو واقعی اور حقیقتاً نبی اور رسول ہیں۔

الغرض قرآن شریف کتب سابقہ احادیث صحیحہ عقل و نقل اس امر کی تصدیق کر رہی ہیں۔ کہ غیر نبی کا نام ہرگز وحی نبوت میں یعنی کسی نبی کی وحی میں نبی اور رسول نہیں رکھا جاتا۔ اور یہی ایک زبردست امتیازی نشان ہے۔ کہ جو نبی کو غیر نبی سے ممتاز کر سکتا ہے۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اسکی گردن پر ہے۔

تیسرا امتیازی نشان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نبی کی وحی اور اسکی تعلیم اور اس کی بیعت کو مدار نجات ٹھہراتا ہے۔ لیکن غیر نبی کی وحی اور اسکی تعلیم اور اسکی بیعت مدار نجات نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (ترجمہ) ہر ایک نبی ہم نے اس لئے بھیجا ہے تا خدا کے حکم سے اسکی اطاعت کی جاوے۔ اب ظاہر ہے کہ جبکہ بمنشاء اس آیت کے نبی واجب الاطاعت ہے۔ پس جو شخص نبی کی اطاعت سے باہر ہو وہ کیونکر نجات پا سکتا ہے۔" (حقیقت الوحی صفحہ ۱۲۷)

پس یہی تین ایسے نشان ہیں۔ جو نبی کو غیر نبی سے ممتاز کر سکتے ہیں۔

باب سوم۔ ختم نبوۃ

نمبر ۲۴۔ مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:۔

"ختم نبوت سے کیا مراد ہے۔ سب سے پہلے اس کا جواب دیں دوں گا۔ کہ دنیا میں جو غرض انبیاء و رسل کی بعثت کی اللہ نے بیان فرمائی تھی وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات میں اپنے کمال کو پہونچ کر پوری ہو گئی اور جب غرض پوری ہو گئی تو اس کے بعد اب کسی نبی کے آنے کی حاجت باقی نہ رہی۔" (صفحہ ۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"واز لفظ ختم نبوت مراد ما ختم کمالات نبوت است بر رسول ما (صلے اللہ علیہ وسلم) واو از ہمہ پیغمبران افضل است و اعتقاد ما ایں است کہ بعد او ہیچ پیغمبرے نیست۔ مگر آنکہ از امت او باشد۔ واز روحانیت او فیض یافتہ باشد۔" (مواہب الرحمن صفحہ ۶۷)

(ترجمہ) اور ختم نبوت کے لفظ سے ہماری مراد یہ ہے کہ نبی کریم پر کمالات نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور یہ کہ آپ سب انبیاء سے افضل ہیں۔ اور بعد آپ کے وہی پیغمبر ہو سکتا ہے۔ جو آپ کی امت میں سے اور آپکی روحانیت سے فیض یافتہ ہو۔

(نوٹ) اب مولوی صاحب فرماویں کہ آپ کی مراد ختم نبوت والی تسلیم کی جاوے یا حضرت مسیح موعود کی۔ حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو سکتا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ مسیح موعود تو فرماویں کہ ختم نبوت سے مراد کمالات کا ختم ہونا ہے۔ یعنی اس سے بڑھ کر نبی کے لئے اور کمالات ہو سکتے ہی نہیں۔ لیکن آپ کہتے ہیں کہ ختم نبوت سے مراد نبوۃ ختم ہو گئی۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب معلوم نہیں کہ مسیح موعود حق پر ہیں یا مولوی صاحب۔

نمبر ۲۵۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بعض لوگ بالاخرۃ ھم یوقنون کے یہ معنی کرتے ہیں کہ پیچھے آنے والی وحی پر یقین رکھتے ہیں × × × اور اس سے مراد مسیح موعود کی وحی لیتے ہیں۔ قرآن کریم کے معنی کرنے میں معنی کی خوبصورتی بھی ایک چیز ہے × × × مسیح موعود کی آمد ایک وعدہ اور پیشگوئی کے رنگ میں تھی۔ اب پر ایمان بھی اجمالی ہو سکتا ہے۔ مگر پیشگوئی پر یقین رکھنے کے کیا معنے۔"

(صفحہ ۱۰۱-۱۰۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آج میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ قرآن شریف کی وحی اور اس سے پہلی وحی پر ایمان لانے کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے۔ ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں۔ اسی امر پر توجہ کر رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکایک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیت کریمہ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون۔ ما انزل الیک سے مراد قرآن شریف کی وحی اور ما انزل من قبلک سے انبیائے سابقین کی وحی اور آخرت سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے × × × × و بالاخرۃ ھم یوقنون میں ہماری ہی وحی کا ذکر ہے۔"

(شہادت مولانا مولوی شیر علی صاحب مندرجہ کلمۃ الفصل صفحہ ۴۲)

نمبر ۲۶۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"لیکن یہ بھی وقت ہے کہ الاخرۃ میں پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری پیچھے آنیوالی وحی پر یقین رکھنا ضروری ہوا۔ ایک مسیح موعود کی وحی کی کیوں تخصیص کی جاوے۔ بلحاظ وحی کے تو جیسی وحی مسیح موعود کی ویسی ہی دوسرے مجددین کی۔ پھر ان ساری وحیوں پر کیوں یقین نہ کیا جاوے۔" (صفحہ ۱۰۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جسکو آنحضرت نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تیئیس برس کی مدت دیگئی ہے۔ اور تیئیس برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا۔" (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۲)

(نوٹ) پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر وحی اللہ کا پانا سوائے مسیح موعود کے کسی اور فرد امت میں تحقق نہیں ہو سکتا اس لئے مسیح موعود کی وحی کی تخصیص پیدا ہو گئی۔ قرآن مجید میں الاخرۃ کی وحی سے ساری پیچھے آنیوالی وحی مراد نہیں بلکہ وہ پیچھے آنے والی وحی مراد ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر وحی ہو۔ جس کے لئے تیئیس برس تک برابر سلسلہ وحی کا جاری رکھا جانا ضروری ہے۔ اور جس کے مدعی کی لو فقول علیٹا کے ماتحت صداقت ظاہر ہونا لازمی امر ہے۔

نمبر ۲۷۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"قرآن مجید کے الفاظ تو ہیں بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ اس لئے بالاخرۃ ھم

یہی ماننا پڑے گا یعنی بما انزل بالآخرۃ۔ لیکن جہاں ما انزل الیک سے مُراد قرآن مجید ہے۔ اور ما انزل من قبلک سے مُراد سابقہ کتب مقدسہ ہیں۔ الآخرۃ والی کونسی کتاب ہوگی۔ کیونکہ نہ کوئی مجدد اور نہ ہی مسیح موعود کوئی کتاب لائے ہیں۔ پس جب کتاب ہی کوئی نہیں تو یقین اور ایمان کس بات پر لایا جاوے گا۔ محض اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی وحی آنیوالی ہے سو وہ ما انزل بالآخرۃ نہیں۔" (صد ۱۰۲)

نوٹ۔ نبی کے لئے لازمی نہیں کہ وہ کوئی کتاب لائے۔ اور دُنیا میں ہزارہا نبی گذرے ہیں۔ جو ہرگز کوئی کتاب نہیں لائے جیسے کہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اور اگر کہو کہ صاحب شریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ کہ ہر ایک مفتری (مدعی نبوۃ) تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔"

(اربعین نمبر ۴ صد ۶)

پھر فرمایا:۔

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی گذرے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت اور صداقت کا اظہار ہو۔"

(بدر۔ مارچ ۱۹۰۸ء)

پس مولوی صاحب نے جو ما انزل من قبلک سے مُراد کتب مقدسہ سابقہ لی ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ یہاں ہر ایک نبی کی وحی کا ذکر ہے۔ پھر اگر کتابی وحی ہی صرف اس لائق ہے۔ کہ اس پر ایمان لایا جاوے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے ہزارہا جگہ یہ کیوں لکھا کہ

"میں اسکی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔" (حقیقت الوحی صد ۱۵۰)

پھر فرمایا:۔

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسے کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جسطرح میں قرآن شریف کو خدا کا یقینی کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

یہاں پر عبارت "خدا کا کلام یقین کرتا ہوں" میں لفظ یقین خاص قابل غور ہے۔ جو آیۃ کریمہ وبالآخرۃ ھم یوقنون کی طرف اشارہ صریح کر رہا ہے۔ پس اگر مسیح موعود کی وحی ایسی ہی تھی۔ اور وہ اس لائق نہ تھی کہ اسپر یقین اور ایمان لایا جاتا تو میں پوچھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کو اپنی وحی پر ایمان لانے کی اس قدر کیا ضرورت تھی۔ اور کیا ضرورت تھی کہ اس قدر قسمیں کھا کر اپنا ایمان اپنی وحی پر بعینہٖ اسی قسم کا پیش کرتے جس قسم کا خدا کی دوسری مقدس وحیوں پر۔ چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے میرے نام رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ کہ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جس افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اُس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھے ہوئی۔" (ایک غلطی کا ازالہ صد ۲)

اب دیکھ لو۔ کہ مسیح موعودؑ اپنی وحی کو کیا مرتبہ اور شان دیتے ہیں۔ کیا وہ اس لائق ہے یا نہیں کہ جس پر ایمان لانا ضروری ہو۔

نمبر ۲۸۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ سب آیات اسی کی مؤید ہیں کہ جو کچھ آپ سے پہلے نازل ہو چکا اُس پر اور جو آپ پر نازل ہوا۔ اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور جو آپ کے پیچھے آئے۔ تو گو وہ وحی الٰہی ہی ہو۔ مگر اس پر ایمان لانا اصول اسلام میں چونکہ داخل نہیں۔ محض ایک فرع ہے۔ اس لئے اس کا ذکر نہیں کیا۔" (صد ۱۰۲ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعودؑ کا کہیں ذکر نہیں۔ یہ سراسر غلطی ہے × × × × کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھیگا۔ اس پر ظاہر ہوگا۔ کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت × × × × ایک رسُول کا آنا ضروری ہے × × × × پھر کیونکر ممکن ہو کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے × × × × خدا کی طرف سے رسُول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسُول مسیح موعود ہے۔ عذاب رسُول کے وجود کا مقتضی ہے۔ اور وہی رسول مسیح موعود ہے۔ پس تعجب ہے۔ اس قوم پر جو کہتی ہے۔ کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی صد ۶۵)

(نوٹ) جسطرح حضرت مسیح موعودؑ اس قوم پر افسوس کرتے ہیں۔ جو کہتی ہے کہ مسیح موعودؑ کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ اسی طرح آج ہم اس قوم پر افسوس کرتے ہیں جو کہتی ہے کہ اسلام میں مسیح موعود کی وحی پر ایمان لانا ضروری نہیں ٹھہرایا گیا جب کتاب اللہ آخری زمانہ میں ایک رسُول اللہ کے آنے کا ذکر کر رہی ہے۔ تو کیا اسپر ایمان لانا ضروری نہیں۔ افسوس!

نمبر ۲۹۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے ثابت ہے کہ ہدایت کی ساری راہیں کامل طور پر قرآن کریم میں بتا دی گئیں۔ اور کوئی ایسی راہ باقی نہیں چھوڑی گئی جسکی ضرورت آئندہ پڑے۔ اور وہ قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ اور دوسری طرف یہ بھی انتظام کامل طور پر کر دیا گیا کہ قرآن کریم ہمیشہ کے لئے کامل طور پر محفوظ رہے اور جو راہیں ہدایت کی بتائی گئیں۔ انہیں سے کسی کے گم ہونے کا اندیشہ نہ رہا۔ تو نبوت کی ضرورت ختم ہو گئی اور جب ضرورت ختم ہوئی تو اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔" صد ۱۰۸

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اغراض میں سے ایک تکمیل دین بھی تھی۔ جس کے لئے فرمایا گیا تھا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اب اس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں۔ ایک تکمیل ہدایت دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔ تکمیل ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا پہلا زمانہ تھا۔ اور تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ آپ کا دوسرا زمانہ ہے۔ جبکہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا وقت آنیوالا ہے اب وہ وقت اب ہے یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ۔"

(فتویٰ احمدیہ صد ۵۵)

نوٹ۔ حضرت مسیح موعود نے اس امر کو ہزارہا جگہ کھول کھول کر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فرض منصبی ہیں اور تکمیل ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں فرائض منصبی کو پورا نہ کر لیویں۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں صرف ایک تکمیل ہوتی ہے۔ یعنی تکمیل ہدایت۔ لیکن دوسری تکمیل یعنی تکمیل اشاعت ہدایت۔ جو کہ بوجہ عموم شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی منصبی کام ہے۔ آنحضرتؐ کے ذریعہ سے پوری نہیں۔ بلکہ وہ مسیح موعود کے ذریعہ سے پوری ہوئی۔ پس آیت الیوم اکملت لکم دینکم ..... الخ تو آنحضرتؐ کے بعد ایک نبی کے آنے کی ضرورت کو پیش کر رہی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ دوسری تکمیل جب تک پوری نہ ہو، تب تک آیۃ کریمہ الیوما اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی پورے طور سے متحقق ہو ہی نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود نے فرمایا:۔

کہ روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

اور پھر اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ الیوم اکملت لکم دینکم ..... الخ والی آیت آج پورے طور سے متحقق ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ملتِ احمدؐ کی مالک نے جو ڈالی تھی بنا
آج پوری ہو رہی ہے۔ اے عزیزان دیار

پھر فرمایا:۔

نعمتیں وہ دیں میرے مولا نے اپنے فضل سے
جن سے ہیں معنی اتممت علیکم آشکار

نمبر ۳۰۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"پھر غور کرو۔ کہ اگر ضرورت نبوۃ تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی رنگ میں سلسلہ نبوۃ اللہ تعالیٰ نے کیوں منقطع کر دیا۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر نہیں کہ سلسلہ نبوۃ ٹھیک اس انسان پر منقطع ہو گیا جو اس کا انتہائی نقطہ تھا۔" (صد ۱۰۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو براہ راست ختم نبوت بھیجا جاوے۔ اور ان کا نام نبی نہ رکھا جاوے اور انکو یہ مرتبہ نہ دیا جاوے۔ تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جاوے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جاوے۔" (تذکرۃ الشہادتین صد ۴۳)

(نوٹ) یہ سوال ہم پر نہیں۔ بلکہ حکمت الٰہیہ پر کرو۔ کہ کیوں ایسا ہوا۔ پھر ماسوا اس کے یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کے انتہائی نقطہ تھے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سچ ہے کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت یعنی محمدی نبوۃ کے انتہائی نقطہ ہیں۔ جیسے کہ فرمایا:۔

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ زمانہ اس روحانیت کا انتہا نہ تھا۔ بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔" (خطبہ الہامیہ صد ۱۵۴)

پھر فرمایا:۔

"پس یہاں سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود محمدی حقیقت کا مظہر ہے۔ اور جلالی حلتوں میں نازل ہوا ہے۔ اس لئے خدا کے نزدیک اس کا ظہور نبی مصطفےٰ کا ظہور مانا گیا ہے اور اس کا زمانہ رسول کریم کے زمانے معراج کا منتہا اور خیر انوریٰ کی روحانی تجلی کا آخری سرا شمار کیا گیا ہے۔ اور جہاں سے پروردگار کا یہ پختہ وعدہ تھا۔"

(خطبہ الہامیہ صد ۲۰۰)

نمبر ۳۱۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ ایک اور غلط فہمی ہے جو قلت تدبر سے پیدا ہوتی ہے کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کو تدریجاً ترقی ملی۔ پہلے دن ہی آپ خاتم النبیین نہ تھے۔ × × × × × میں کہتا ہوں کہ جس دن آپ نبی ہوئے اسی دن خاتم النبیین ہوئے۔" (ص ۱۱۱)

(نوٹ) جناب مولوی صاحب! ذرہ سنبھل کر لکھا کریں۔ آپ نے مسیح موعود کو قلت تدبر کا انسان قرار دیدیا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"محققین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معارف بھی یکدفعہ آپ کو نہیں ملے۔ بلکہ تدریجی طور پر آپ نے علمی ترقیات کا دائرہ پورا کیا۔ ایسا ہی میں ہوں جو بروزی طور پر آپ کی ذات کا مظہر ہوں۔ آنحضرتؐ کی تدریجی ترقی میں سرّ یہ تھا کہ آپ کی ترقی کا ذریعہ محض قرآن تھا۔ پس جبکہ قرآن شریف کا نزول تدریجی تھا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل معارف بھی تدریجی تھی۔ اور اسی قدم پر مسیح موعود ہے۔"

(نزول المسیح صد ۴۳)

نمبر ۳۲۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"استثناء نے اگر اس غیر تشریعی نبی کے آنے کے امکان کو بھی دور کر دیا × × × × (یعنے آنحضرت صلعم) بعد نبی کوئی بھی نہیں۔ نہ تشریعی نہ غیر تشریعی۔" (ص ۱۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ صد ۲۵)

(نوٹ) حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ بغیر شریعت کے بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ اب معلوم نہیں کہ دونوں میں سے سچا کون ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ پر ایک کھلا کھلا حملہ

نمبر ۳۳۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اس حدیث کی رو سے جو شخص بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوے نبوت کرے وہ کذاب ہے۔ اس حدیث میں یہ نہیں لکھا۔ کہ جو تیس دجال ہوں گے وہ تشریعی نبوت کا دعوے کرینگے۔ بلکہ مطلق نبوت کا دعوے لکھا ہے۔ پس اس کے رد سے اُمت کے اندر ہو کر نبوت کا دعویٰ ہی کذاب کا کام ہے۔"

(ص ۱۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"نبوت گو بغیر شریعت ہو۔ اسطرح پر تو منقطع ہے۔ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے۔ لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں۔ کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو × × × × × اگر اسطور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ اُمت کی نفی کی جائے۔ تو اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طور سے ابتر ٹھہرتے ہیں × × × × آنحضرتؐ کے بعد نبوت مستقلہ جو براہ راست ملتی ہے۔ اس کا دروازہ قیامت تک بند ہے۔

بعض نیم ملاں میرے پر اعتراض کر کے کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خوشخبری دی رکھی ہے کہ تم میں سے تیس دجال پیدا ہونگے۔ اور ہر ایک اُنمیں سے نبوت کا دعوے کریگا۔ اس کا جواب یہی ہے۔ کہ اے نافہمو بدنصیبو! کیا تمہاری قسمت میں تیس دجال ہی لکھے تھے۔

× × × × (ریویو بر مباحثہ چکڑالوی ص ۷)

(نوٹ) جناب مولوی صاحب! آپ نے جو حدیث پیش کی اس میں تیس دجالوں کے آنے کی خبر ہے۔ پس جو دجال ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے۔ تو وہ بے شک کذاب اور دجال ہو۔ لیکن کیا حضرت مسیح موعود معاذ اللہ دجال ہو۔ یہ تو محض قیاس مع الفارق ہے کہ ایک دجال کا قیاس ایک صادق مسیح موعود پر کیا جاوے یہ ایک سخت حملہ ہے۔ جو آپ نے حضرت مسیح موعود پر کیا ہے جس کا خمیازہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ ضرور اٹھائینگے۔ آپ کو تو کوئی ایسی حدیث پیش کرنی چاہیئے تھی۔ جس سے ثابت ہوتا ہو کہ ایک صادق مسیح اُٹھیگا۔ اور وہ خود دعویٰ نبوت کریگا۔ یا اسکی جماعت اسکی طرف دعوے نبوت منسوب کریگی۔ حالانکہ ایسا دعوے نبوت کا صحیح نہیں۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ نے تیس دجالوں والی حدیث

کو مسیح موعود پر چسپاں کر دیا۔ کیا آپ کے نزدیک مسیح موعود نعوذ باللہ دجال تھا۔ جو آپ نے اس حدیث کو پیش کیا۔ پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میرا دعوے ہے کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ لیکن آپ مدعی نبوۃ کو کاذب قرار دے رہے ہیں۔ خدارا سوچو۔ آپ کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے ؎

نمبر ۳۴ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"اسطرح ان دونوں حدیثوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت درجہ کے قرب کی نسبت رکھنے والا نبی نہیں ہو سکتا۔ اور دوم جو شخص اس اُمت میں سے دعوے نبوت کرے وہ کذاب ہے۔ سوم نبوۃ تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں۔" (صفحہ ۱۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"جنکے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اُس پر بطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئیگا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائیگا۔ اُسی کو ہم رسول کہینگے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جو صاحب شریعت نازل ہو۔ جسکو بغیر توسط اتباع کے اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد و احمد رکھا جاوے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جاوے۔ ومن ادعی فقد کفر"

(ایک غلطی کا ازالہ)

نمبر ۳۵ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"اگر (حضرت عائشہ کے) اس قول یعنی قولوا خاتم الانبیاء لا تقولوا لا نبی بعدہ کے یہ معنی لئے جاویں کہ لا نبی بعدہ غلط ہے۔ اور خاتم النبیین کے مخالف ہے تو اس صورت میں یہ قول ردّ کرنے کے قابل ہوگا۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اگر ایک صحابی کا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مخالف ہو۔ تو اسے رد نہ کیا جاوے۔"

(صفحہ ۱۱۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میرا دعوے تو صرف یہ ہے۔ کہ چونکہ دین زندہ ہے اس لئے ہر صدی کے سر پر موجود مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے جس سے خدا مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے۔ اور جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو۔ اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے۔ مگر یہ حقیقی نبوۃ نہیں۔ × × × × میرا ہرگز یہ دعوے نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر میں نبی ہوں تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو (اسکی کثرت کو) نبوت کہہ لیتے ہیں۔ یہ لفظی نزاع ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ قولوا انہ خاتم النبیین لا تقولوا لا نبی بعدہ"

(البلاغ المبین صفحہ ۲)

نوٹ - حضرت مسیح موعودؑ اس کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ اب خواہ آپ حضرت مسیح موعود کی مانیں یا نہ مانیں۔ حضرت عائشہ کا قول کسی طرح ردّ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت حکم اللہ کی اسپر تصدیقی مُہر ہے ؎

نمبر ۳۶ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"حدیث الانبیاء اخوۃ العلات والی ہرگز مسیح موعود پر نہیں لگتی۔ کیونکہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ آپ کی فرزندی میں داخل ہے ہاں یہ حدیث مسیح ابن مریم پر لگتی۔ کیونکہ وہ آنحضرتؐ کا بھائی کہلا سکتا ہے۔" (مفہوم) صفحہ ۱۱۹

اس حدیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ مسیح موعود نبی ہے یا یہ کہ اس امت میں کوئی نبی بھی آنیوالا ہے۔" (صفحہ ۱۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"حضرت مسیح ابن مریم نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی۔ × × × × اس نے عالم کشف × × × × اپنی فرد تنی اور محبت سے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے اور مجھے محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ تب سے میں اسکو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ سو جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اس کے موافق میرا یہی عقیدہ ہے۔ کہ وہ میرا بھائی ہے۔" (کتوبات احمدیہ ۳ صفحہ ۱۱۸)

اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی نہیں کہلا سکتا۔ تو اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ الانبیاء اخوۃ العلات والی حدیث مسیح موعود پر نہیں لگتی۔

اُوپر کے حوالہ میں حضرت مسیح موعود نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو اپنا ایک بھائی قرار دیا ہے۔ نہ صرف آپ نے ہی بلکہ اس نے بھی آپ کو اپنا ایک بھائی قرار دیا ہے۔ پس اس صورت میں بھی مسیح موعود کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیا ایک غیر نبی کسی نبی کو یا ایک نبی کسی غیر نبی کو اپنا بھائی قرار دے سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پس اگر فی حیث النبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح ابن مریم بھائی بھائی تھے۔ تو مسیح موعود جو کہ حضرت مسیح ابن مریم کا بھائی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آنحضرتؐ بھائی قرار نہ دئے جاویں ؎

نمبر ۳۷ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"آیۃ وآخرین منہم کے معنے کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس سورت میں دو رسولوں کی بعثت کی خبر نہیں۔ بلکہ ایک ہی رسول کی دو قوموں میں بعثت کی خبر ہے × × × × اپنی دوسری بعثت سے مراد بروزی بعثت یعنی پیروی × × × × اور بروزی بعثت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آپ کی ہی آیات آپ کی ہی کتاب کی طرف کوئی آپ کا غلام توجہ دلانے والا ہے۔ اس صورت میں چونکہ ایسا شخص اپنے نبی متبوع کی طرف بلاتا ہے اس لئے وہ بلانے والا امتی ہوگا۔ نہ نبی۔" (صفحہ ۱۲۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں :-

آیت وآخرین منہم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اسکی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس کی تعلیم و تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائینگے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جاوے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔" (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۵)

اب ناظرین خود فیصلہ فرمالیویں کہ ان دونوں میں سے کون جھوٹا ہے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بروزی بعثت کا مورد جو شخص ہو کر آئے گا۔ وہ نبی نہیں ہوگا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا جو موقوف علیہ ہوگا وہ ضرور ہے۔ کہ نبی ہی ہوگا۔ اب معلوم نہیں کہ مولوی صاحب سچے ہیں یا مسیح موعودؑ ؎

نمبر ۳۸ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ مسیح موعود کا کام تجدید سے بڑھ کر ایک نئی بھی نہیں۔" (صفحہ ۱۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں جو عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا۔ اس لئے قرآن شریف کی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا۔ اس وعدہ کی ضرورت اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہیئے تھا۔ اس وقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہو سکا۔ سو اس فرض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی ایسے زمانہ میں پورا کیا۔ جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے لئے وسائل پیدا ہو گئے تھے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱ حاشیہ)

نوٹ:۔ حضرت مسیح موعود نے صفحہ ۹۹ تا ۱۰۲ تحفہ گولڑویہ میں یہ بحث بڑے زبردست دلائل سے کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے فرض منصبی یعنی تکمیل اشاعت ہدایت کو بیسویں صدی میں انجام دینا ہے۔ پس جب آپ خاتم النبیین کے فرض منصبی کو انجام دینے والے ہوئے تو یہ کہنا کہ آپ نے تجدید سے بڑھ کر ایک رتی بھی نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنا ہے۔ اور آپ کے فرض منصبی کو نظر استخفاف سے دیکھنا ہے پھر یہ بھی تو دیکھو کہ حضرت نبی کریم بھی تو مجدد تھے۔ جیسے کہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"پس ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو پھر دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳)

پس جبکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی مجدد ہی تھے اور آپ کا کام گم شدہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لانا تھا تو معلوم نہیں کہ مسیح موعود کے مجدد ہونے سے آپ کے نبی ہونے میں کیونکر نقص وارد ہو گیا ؟

نمبر ۳۹۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"وحی نبوت کا آنا قطعاً مسدود ہے۔ اور وہ فنافی الرسول سے بھی نہیں مل سکتی۔" (صفحہ ۱۳۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے۔ اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا۔ تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کر بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو۔ اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائیگا۔ کیونکہ وہ محمد ہے۔ گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوی نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد و احمد رکھا گیا۔ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

نمبر ۴۰۔ مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۸ پر "میں کیا رسول کی اطاعت سے انسان رسول بن سکتا ہے" کے عنوان کے ماتحت ایک لمبی بحث کرتے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ رسول کی اطاعت سے انسان رسول نہیں بن سکتا۔ حتیٰ کہ رسول کریم خاتم النبیین کی روحانی توجہ سے بھی انسان رسول اور نبی نہیں بن سکتا۔"

(صفحہ ۱۴۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارا نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) اس درجہ کا نبی ہے کہ اسکی اُمت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ اُمتی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

"غرض سورہ فاتحہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ اُمت امۃ وسطاً اور ترقیات کے لئے ایسی استعداد رکھتی ہے کہ ممکن ہے کہ بعض انہیں سے انبیاء ہو جاویں۔ اور یہ بھی استعداد اس میں ہے کہ یہاں تک پست ہو جائے۔ کہ بعض ان میں سے یہودی اور جنگل کے بندروں کی طرح لعنتی ہو جاویں یا گمراہ ہو جاویں اور نصرانی ہو جاویں۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۴)

اب قابل غور یہ امر ہے کہ مولوی صاحب تو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا کوئی فرد نبی نہیں ہو سکتا لیکن حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ نبی ہو سکتا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ ہم کسکو سچا کہیں اور کسکو جھوٹا ؟

نمبر ۴۱۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب میں یہ دکھا دے۔ کہ آپ نے کہا ہو۔ کہ دو قسم کی نبوۃ باقی ہے۔ ایک وہ جو محدثوں کو ملتی ہے یا صحدثیت کے نام سے موسوم ہے۔ اور دوسری وہ جو نبیوں کو ملتی ہے تو بے شک اس کا حق ہے کہ حضرت مسیح موعود کیطرف ختم نبوت کے انکار کو منسوب کرے۔" (صفحہ ۲۱۲)

نوٹ۔ لیجئے مولوی صاحب! ایک نہیں دس حوالے غور سے سنتے جائیے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۱) وہ صاحب خاتم ہے بجز اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اسکی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ و مخاطبہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جسکی مُہر سے ایسی نبوۃ بھی مل سکتی ہے۔ جسکے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے۔"

(حقیقت الوحی صفحہ ۲۸)

(۲) آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دیگئی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دیگئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوۃ بخشتی ہے اور آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے۔ اور [illegible] قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقت الوحی)

نوٹ۔ مولوی صاحب! ان الفاظ کو خوب نوٹ کر لیجئے جو حضرت مسیح موعودؑ نے اس مندرجہ بالا حوالہ میں تحریر فرمائے کہ یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو ہرگز نہیں ملی۔ ان الفاظ کیطرف میں نے اس لئے خاص توجہ مبذول کروائی ہے۔ کہ آپ یہ مانتے ہیں کہ ہر ایک نبی کی قوت قدسیہ سے اسکی اُمت میں محدثین کا گروہ ہوتا آیا ہے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی صرف اسی طرح کا محدثین کا گروہ مان لیا جاوے۔ گو زیادہ تعداد میں ہی سہی۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کی کونسی خصوصیت ہوئی۔ پس یہ الفاظ مانو طور سے پکار پکار کہہ رہے ہیں۔ کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد دو قسم کی نبوت باقی ہے۔ ایک تو وہ جو محدثین کو ملی اور دوسری وہ جو حضرت مسیح موعود کو حاصل ہوئی ؟

(۳) حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری اُمت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف اُمتی لکھا ہے اور دوسری طرف نبیوں سے شباہت دی ہے ۔ ۔ ۔ ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اسکی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے۔ اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ اُمتی ہے۔" (براہین احمدیہ ۱۸۳-۱۸۴)

اب اس حوالہ سے بالکل عیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے واسطہ اور فیض سے دو قسم کی نبوت ہے۔ ایک وہ جو محدثوں کو حاصل ہوئی۔ اور ایک وہ جو مسیح موعود کو حاصل ہوئی ؛

(۴) حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :۔

"اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہوئے۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی اور نبی بھی۔" (حقیقت الوحی صـ۲۸)

اب اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے واسطہ اور پیروی کی برکت سے دو قسم کی نبوت باقی ہے۔ ایک وہ جس سے ہزارہا اولیاء ہوئے۔ اور ایک ہے جو اُمتی بھی اور نبی بھی۔ یعنی مسیح موعود۔

(۵) پھر اور سنئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"خود حدیثیں پڑھتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ایک ایسا ہوگا جو ایک پہلو سے نبی ہوگا۔ اور ایک پہلو سے اُمتی۔ اور وہی مسیح موعود کہلائیگا۔"

(حقیقت الوحی صـ۱۰۱)

(۶) پھر اور سنئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"یہ ضرور یاد رکھو۔ کہ اس اُمت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔" (ایک غلطی کا ازالہ صـ۵)

(۷) پھر اور سنئے :۔

"یہ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی۔ اور نہ اُمت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لا یظہر علی غیبہ کے مطابق ہے۔ محروم رہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صـ۷)

نوٹ۔ اس حوالہ کے پیش کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دو قسم کی نبوت باقی ہے۔ ایک تو وہ جسکو بہت سے افراد اُمت نے پایا ہے۔ اور دوسری وہ جسکو افراد اُمت میں سے ایک شخص بھی نہ پاتا۔ تو گویا تمام کی تمام اُمت محروم رہتی ؛

(۸) پھر اور سُنئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ اور جن کے لئے دُعا سکھائی گئی۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ (نبوت) سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس (نبوت کے) مرتبہ کو نہ پاتا۔"

(الوصیت صـ۱۲)

اس حوالہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ محدثیت کے نبوۃ کا مقام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت کی وجہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپکے واسطہ اور فیض سے دو قسم کی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ ایک وہ جو عام محدثوں کو ملی۔ اور دوسری وہ جو حضرت مسیح موعود کو ملی ؛

(۹) پھر اور سُنئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :۔

"اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں۔ اور قیامت تک مخصوص رہینگے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے شرف کیا جاوے۔ اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاویں وہ نبی کہلاتا ہے۔" (حقیقت الوحی صـ۳۹)

(۱۰) اور سُنئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اسی طرح یہ قرآنی دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے۔ اور دراصل مسیح موعود کا اس اُمت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دُعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے۔ مگر اس اُمت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم و اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا۔ تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ آجاوے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دیگئی ہے۔" (کشتی نوح صـ۴۹)

تلک عشرہ کاملہ۔

ان تمام حوالوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی پیروی کی برکت کی وجہ سے اور آپکی روحانی توجہ سے دو قسم کی نبوت آپکے بعد ہے۔ ایک قسم وہ ہے جو تمام اولیاء اور محدثین نے حصہ میں پائی۔ اور ایک وہ ہے جو صرف مسیح موعود کے لئے مخصوص ہے ؛

نمبر ۴۲۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :۔

"نبی کی وحی بہ نسبت ولی کی وحی کے اتم اور اکمل ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ اس اُصول کی تردید حضرت صاحب کی تحریروں میں کہیں دکھاؤ یا اس کے بالمقابل کوئی اُصول باندھا ہوا دکھا دو۔ کہ وحی ولایت اور وحی نبوت کا فرق قلت و کثرت کا ہے۔ نہ شان کے اتم و اکمل ہونے کا۔ پھر اس اصول پر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی وحی پرکھ لینگے۔" (صـ۳۲۹)

نوٹ۔ ہمنے کب انکار کیا ہے کہ وحی نبوت میں اور وحی ولایت میں کیفیت یعنی شان کے اتم اور اکمل ہونے کا فرق نہیں۔ ہاں کمیت کا ضرور فرق ہے۔ یعنی کیفیت اور کمیت دو اصل کا فرق ہے نہ کہ صرف کمیت یا صرف کیفیت۔ بلکہ ہم تو جہاں کہیں بھی حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں دیکھتے ہیں تو آپنے بہت جگہ نبی کی وحی کے لئے صرف کثرت کا ہی لفظ لکھا ہے کیفیت کا لفظ بہت ہی شاذ و نادر ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔

"ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں۔ نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔"

پھر فرماتے ہیں :۔

"نبی اسکو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آیندہ کی خبریں دے۔" (چشمہ معرفت صـ۱۸۰-۱۸۱)

پھر آپنے فرمایا دس اصطلاحات قائم کی ہیں۔ جنہیں صریح طور سے وحی نبوت کے لئے کثرت کا لفظ موجود ہے۔ چنانچہ ان میں سے صرف پانچ درج ذیل کی جاتی ہیں :۔

(۱) خدا کی اصطلاح۔ خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جنمیں اکثر غیب کی خبریں ہیں۔"

(چشمہ معرفت صـ۳۲۵)

(۲) نبیوں کی اصطلاح۔ جبکہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جاوے اور اس میں کوئی کمی و کثافت باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں "نبوۃ" کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جو ہر سب نبیوں کا اتفاقی ہے" (الوصیت)

(۳) اسلام کی اصطلاح۔ مجھے مکالمہ و مخاطبہ کی کثرت کیا بلحاظ کمیت و کیا بلحاظ کیفیت کی وجہ سے نبی کہا گیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل ہو۔ زبردست پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہنچانے والا اسلام کی اصطلاح میں نبی کہلاتا ہے۔ (حجۃ اللہ صہ)

(۴) خدا کے حکم سے اصطلاح۔ جس امر کا نام تم مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہو۔ میں اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں" (حقیقت الوحی صہ ۶۸)

(۵) چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی اور قطعی بکثرت نازل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ مگر بغیر شریعت کے"

(تجلیات الٰہیہ صہ ۲۶)

نمبر ۴۳ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"وحی نبوت و وحی ولایت میں * * * * فرق کو شان کے اتم و اکمل ہونے میں ہے۔ اور کثرت میں کوئی فرق نہیں" (صہ ۲۳۱)

مولوی صاحب! کیا خدا تعالیٰ بھی بہروں گیا۔ قرآن شریف میں فرمادیا۔ کہ فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسولٍ۔ جسکے معنے حضرت مسیح موعود یہ کرتے ہیں۔

"خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو" (حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱)

پھر کیا حضرت مسیح موعود نے یہ غلط لکھا ہے کہ :-

"آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں"

(تتمہ حقیقت الوحی صہ ۶۸)

اب خدارا غور کرو۔ یا تو مسیح موعود نے جھوٹ بولا۔ جو یہ کہا کہ میں اس کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوا۔ اور یا خدائی حکم ہی جھوٹا ہو گیا۔ اور یا مولوی صاحب نے تعصب کی پٹی باندھ رکھی ہے۔ اور بعض خلافت کے اندھادھند انکار نبوت میں جھوٹ کے پل باندھ رہے ہیں *

دوسری قابلِ غور بات

نمبر ۴۴ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"کثرت مکالمہ تمام لوگوں اور اولیاء کا امتیاز ہے نہ کہ اولیاء اور انبیاء کا۔ صہ ۲۴۱

پس ان بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ نبی کا لفظ حضرت مسیح موعود نے مجددین سے امتیاز کے لئے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ عام لوگوں سے اور عام لوگوں سے وہی امتیاز قائم کیا ہے۔ جو مجددین کا عام لوگوں سے امتیاز ہے" (صہ ۲۴۶)

حضرت مسیح موعود نے نبی کا لفظ اپنے لئے نہ صرف دوسرے لوگوں سے امتیاز قائم کرنے کے لئے بلکہ اولیاء اور مجددین سے بھی امتیاز قائم کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ میں اس کے لئے پانچ حوالے درج کرتا ہوں

(۱) حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

"غرض حسین کو نبیوں پر فضیلت دینا بیہودہ خیال ہے ہاں یہ سچ ہے۔ کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھا۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گذر چکے ہیں۔ اور خدا جانے آگے کس قدر ہو چکے ہیں۔ بلاوجہ انکو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اسکی تعریف کی ہے۔ اور اسکو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے

اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے یہ اور بات ہے۔ کہ سنی یا شیعہ مجھ کو گالیاں دیں یا میرا نام کذاب دجال بے ایمان رکھیں۔ لیکن جس شخص کو خدا تعالیٰ البصیرت عطا کرے گا۔ اور مجھے پہچان لیگا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے اور اسکو سلام کہا ہے۔ اور اپنا دوسرا بازو اسکو قرار دیا ہے اور خاتم الخلفاء ٹھہرایا ہے۔ وہ مجھے اسی طرح افضل سمجھیگا جسطرح خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے"

(نزول المسیح صہ ۴۵)

اب اس میں غور کر کے دیکھ لو کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے لئے نبی کا لفظ حضرت امام حسین اور دیگر اُمت کے راست باز بندوں سے امتیاز ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا ہے یا کہ عام لوگوں سے۔

پھر اور سنئے۔ صریح طور سے مجددین سے امتیاز قائم کرنے کے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

(۲) میرا دعویٰ تو صرف یہ ہے۔ کہ چونکہ دین زندہ ہو اسلئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خدا اسکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو۔ اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اس پر ظاہر کرے۔ تو یہ نبوت ہے۔ مگر یہ حقیقی نبوت نہیں۔ میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر میں نبی ہوں"

(البلاغ المبین صہ ۲)

اب غور سے دیکھ لو۔ اس میں صریح طور سے کثرت اظہار غیب یعنی نبی کا لفظ محض مجددین اور اپنے درمیان امتیاز ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا ہے *

پھر اور سنئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

(۳) "جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء۔ ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"

(حقیقت الوحی صہ ۳۹۱)

پھر آپ فرماتے ہیں :-

(۴) حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جاوے۔ اور ان کا نام نبی نہ رکھا جاوے۔ اور یہ مرتبہ انکو نہ دیا جاوے۔ تا ختم نبوت پر نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جاوے۔ تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے" (تذکرۃ الشہادتین صہ ۳۴)

اب اس حوالہ میں غور کر کے دیکھ لو۔ آیا نبی کے لفظ کو محض مجددین اور خلفاء پر اپنا امتیاز ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا ہے یا نہیں *

پھر آپ فرماتے ہیں :-

(۵) اور کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کے خلفاء کا نام نبی کیوں نہ رکھا گیا۔ جیسا کہ تم سمجھتے ہو۔ یہ اس لئے ضروری تھا

(نوٹ) حقیقی نبوت سے کیوں انکار کیا۔ اور کن معنوں میں کیا۔ اس کا جواب نمبر ۴۶ میں دیکھو *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ تا ختم نبوت کی حقیقت لوگوں پر مشتبہ نہ ہو جاوے اور تاکہ وہ بیکار نہ ہوں۔ پھر جب اس پر زمانہ گذر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا۔ کہ دونوں سلسلوں کی مشابہت خلفاء کی نبوت میں ظاہر کرے۔ تاکہ معترض اعتراض کنندین اور تا اللہ اس قوم کے وسوسوں کو دور کرے۔ جو چاہتے ہیں کہ نبوت میں مشابہت دیکھیں۔ اور اسی طرح اصرار کرتے ہیں۔ سو اس نے مجھے بھیجا اور میرا نام نبی رکھا۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص۸۵)

اب اس حوالہ سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح موعود نے اپنی نسبت جو نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وہ مجددین اور خلفاء سے امتیاز ظاہر کرنے کے لئے پیش کیا ہے۔

انفوض مولوی صاحب کی ساری کوشش رائگاں جاتی ہے جبکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مسیح موعود نے نبی کا لفظ دوسرے مجددین اور اولیاء سے امتیاز ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود تیسری قسم کے لوگوں ہی سے افضل قسم میں داخل ہیں۔

نمبر ۴۵۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔ "حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر ان امر کی صراحت سے بھری پڑی ہے کہ اس امت میں اولیاء اور مجددین کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی رہی ہے۔" (ص۲۶۴)

مولوی محمد علی صاحب نے ص۲۳ سے لیکر ص۲۶۶ تک حضرت مسیح موعود کی کتب سے بعض حوالے درج کر کے اس بات پر بڑا ہی زور دیا ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ یعنی وہ مکالمہ جو کثرت سے امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ وہ ساری امت کے اولیاء کو حاصل ہے مگر مجھے نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب دیانت اور دیانت سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ اپنی طرف سے ایک ایسی معنی یا ایک ایسا مفہوم بنا لیتے ہیں جو مسیح موعودؑ کی کلام میں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے ایک دو مثال حسب ذیل ہیں:۔

مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کی عبارت حقیقۃ الوحی سے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "مگر مسیح موعود کی یہ ساری ہاتک کر کے بھی کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ ہی مذہب بعینہٖ حقیقۃ الوحی میں موجود ہے۔ حقیقۃ الوحی کے شروع میں اس امت میں مکالمہ پانے والوں کو تین قسم پر تقسیم کیا ہے۔ اور وہ حضرت

* حضرت مسیح موعود نے اس امت میں مکالمہ و مخاطبہ پانے والوں کو تقسیم نہیں کی۔ بلکہ عام لوگوں کی جو مکالمہ و مخاطبہ پاتے ہیں۔ خواہ وہ ہندو ہوں یا عیسائی۔ خواہ پہلے گذرے ہوں یا بعد میں آنیوالے ہوں ہر ایک کی قسم کو عام رنگ میں رکھا ہے لیکن مولوی صاحب نے اپنی امانت و دیانت سے اس امت کا لفظ اپنی طرف سے زائد کر کے گویا مسیح موعود کی اصلاح کی ہے۔ افسوس!

صاحب کے اپنے الفاظ میں حسب ذیل مراتب ہیں ص۲۳۳ ×۔ پھر اس کے بعد لکھتے ہیں "اگر اولیاء امت اور بالخصوص مجددین کو تیسری قسم میں داخل کرتے ہو جو حق ہے۔ اور جس خود حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو بھی داخل کرتے ہیں تو پھر ایمانات کا فیصلہ کرو۔ تمام خواہر شد۔ اگر آپ کا یہی طریق استدلال ہے۔ تو پس آپکی امت کا آج بھی بیڑا پار ہے۔ اور کل بھی۔ میں پوچھتا ہوں کہ خدا نے منعم علیہ گروہ میں انبیاء۔ صدیق۔ شہید۔ صالح۔ چاروں کو داخل نہیں کیا۔ پھر باوجود ایک ہی گروہ میں داخل ہونے کے کیا انبیاء۔ صدیق۔ شہید۔ صالح ایک ہی طریق سے ہیں۔ آہ! عداوت محمود نے آپ کو کس قدر حق سے دور پھینک دیا ہے۔ آپ جانتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ پس جبکہ باوجود ایک ادنیٰ سے ادنیٰ اصلاح لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ نبی خاتم الانبیاء تک سب کے سب منعم علیہ گروہ میں داخل ہیں اور پھر بھی وہ ایک قسم نہیں۔ اسی طرح ایک ادنیٰ سے ادنیٰ ولی سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ نبی یعنی خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء تک سب قسم سوم میں داخل ہیں۔ لیکن باوجود ایک ہی قسم میں داخل ہونے کے پھر بھی وہ سب کے سب نبی نہیں اور نہ ہی سب کے سب ولی۔ اور "حکم چونکہ کثرت مقدار اور کمال صفائی انوار پر ہوتا ہے۔" تحفہ گولڑویہ ص۸۱ اس لئے ہم قسم سوم میں داخل ہونیوالوں پر ایک ہی حکم نہیں لگا سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض انہیں سے ایسے ہوں کہ قسم سوم میں داخل ہوں۔ لیکن مامور نہ ہوں۔ جیسے کہ ہزارہا اولیاء امت محمدیہ کے لوگ۔ لیکن ہم ان کو مامور نہ ہونے کی وجہ سے قسم سوم سے علیحدہ تصور نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قسم دوم میں داخل ہونیوالے بقول حضرت مسیح موعود نیم بکاں خطرہ ایمان کے مصداق اور اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہیں۔ پس تیسری قسم میں ہر ایک ایسا شخص داخل ہے۔ جو اس قسم کی ادنیٰ سے ادنیٰ حالت سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ حالت تک کوئی بھی حالت اپنے اندر رکھتا ہے۔

میں اب ذیل میں حقیقۃ الوحی سے ایک ایسی عبارت پیش کرتا ہوں جو میرے مضمون کی سراسر تائید کر رہی ہے اور مولوی صاحب کی تمام عمارت کو جو ایک فاسد بنیاد پر کھڑی کی گئی ہے۔ گرا کر خاکہ میں ملا دیتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے تیسری قسم کے لوگوں کو چار پر ہی تقسیم کیا ہے یعنی صالحین۔ شہداء۔ صدیقین اور انبیاء۔ جو اس عبارت سے اشارۃ النص کے طور پر واضح ہو رہا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"اور پھر اسجگہ ایک اور نکتہ قابل یاد داشت ہے۔ اور وہ یہ کہ تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے اور کامل اور مصفا الہام پاتے ہیں۔ قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے۔ اور ان سب کا دائرہ استعداد ذات (۱) صالحین باہم برابر نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی کا دائرہ استعداد فطرت کم درجہ (۲) شہداء پر وسعت رکھتا ہے۔ اور کسی کا زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ اور (۳) صدیقین انبیاء کسی کا بہت زیادہ۔ اور کسی کا اسقدر جو خیال و گمان سے (۴) انبیاء برتر ہے۔ اور کسی کا خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت قوی ہوتا ہے اور صدیقین انبیاء کسی کا اقوی۔ اور کسی کا اسقدر کہ دنیا اسکو شناخت نہیں کر سکتی × × × × × یہ تمام مراتب کے لوگ بموجب آیت کل فی فلک یسبحون اپنے دائرہ استعداد فطرت سے زیادہ ترقی نہیں کر سکتے (حقیقۃ الوحی ص۲۵-۲۶)

اب اس ساری عبارت کو غور سے پڑھو۔ تیسری قسم کے لوگوں کی بھی حضرت مسیح موعود نے چار طرح پر تقسیم کی ہے۔ پس اب غور طلب امر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو کونسی استعداد فطرت کا مرتبہ دیا ہے آیا پہلا یا دوسرا یا تیسرا یا چوتھا۔ اس کا پتہ ذیل کے حوالوں سے معلوم ہو جائیگا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

ص۲۶
استعداد فطرت کا آخری درجہ
حقیقۃ الوحی

اور کسی کا (دائرہ استعداد فطرت) اسقدر جو خیال و گمان سے برتر ہے۔

حضرت مسیح موعود استعداد فطرت کے آخری درجہ پر تھے

"میں اپنے رب کے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جسکو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔ اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے × × × اور میری اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آسکتی۔" (خطبہ الہامیہ ص۱۹)

خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت کا آخری درجہ

"کسی کا (خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت) اسقدر (ہوتا ہے) کہ دنیا اسکو شناخت نہیں کر سکتی۔ اور کوئی عقل اس کے انتہا تک نہیں پہنچ سکتی۔"

"میرا مقام غوطہ لگانیوالوں کے خیالوں سے بہت دور ہے۔ اور میری اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آسکتی × × × پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ اور اپنے تئیں شک و جنگ کے ساتھ ہلاک مت کرو۔ (خطبہ الہامیہ ص۲۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسمہ احمدؐ اور منکرانِ نبوّت کا وعظ

(از منشی محمد عبداللہ صاحب ملازم نہر سرگودہ)

جب سے جماعت احمدیہ میں مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف کی بنیاد ڈالی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ مولوی صاحب نے قادیان کی طرف سے بدظن کرنے اور بیعت خلافت سے روکنے کی غرض سے کئی ایک دیواریں اس راہ میں کھڑی کی ہیں۔ اور جہاں ایک دیوار گرتی یا کمزور ہوتی معلوم کرتے ہیں۔ وہاں جھٹ دوسری کھڑی کر دیتے ہیں۔ جب اس کو بھی قادیان کے لوگوں نے چھلنی کر دیا۔ تو ایک اور کھڑی کر دی۔ اور ابھی معلوم نہیں۔ کہ کب تک یہ طریق عمل جاری رکھیں گے۔ اور ایسے کمزور قلعے کے اندر کب تک پناہگزین رہ کر اپنی جان بچا سکیں گے۔ وہ لوگ جنھوں نے ابتدائی اختلاف سے آج تک جانبین کی تحریروں کو پڑھا ہے۔ وہ بآسانی اس نتیجے تک پہنچ سکتے ہیں۔ کہ پہلے دن ایک ضروری اعلان میں مولوی محمد علی صاحب نے اوّل تو اس بات پر زور دیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلہ خلافت نہیں ہونا چاہیئے۔ پھر جب معلوم کیا۔ کہ اس طرح تو ہمارے چھ سالہ طرز عمل پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ تو پھر اپنی اس چھ سالہ بیعت خلافت کو اس بنا پر جائز قرار دیا۔ کہ اس وقت جماعت کے عقائد میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ اور چونکہ حضرت خلیفہ اول کے عقائد سے ہمیں اختلاف نہ تھا اس واسطے ہم نے ان کی بیعت کر لی تھی۔ اور کبھی اس بیعت کو بیعت ارشاد کہدیا۔ اور موجودہ خلافت کی بیعت سے اس وجہ سے انکار کیا۔ کہ ہمارے اور صاحبزادہ کے عقائد میں کئی ایک اختلاف ہیں۔ پھر بڑا اختلاف مسئلہ نبوّت اور کفر و اسلام کا پیش کر کے ان تمام لوگوں کو جو اس اختلاف سے ناآشنا تھے۔ یا اس اختلاف کو ایک معمولی اختلاف سمجھتے تھے۔ بیعت خلافت سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اس پر جب ہمارے اخبارات نے مسئلہ نبوّت کے متعلق بڑے بڑے حوالے دیکر اور براہین قاطعہ سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ تو معاندین خلافت نے عوام کو بہکانے کے واسطے اور بھی طرح طرح کے اختلاف پیش کرنے شروع کر دئے۔ جن میں سے ایک اختلاف اسمہ احمدؐ کے مصداق کے متعلق ہے۔ اور اس کے بعد تو اور بھی کئی اختلاف ایجاد کئے جا چکے ہیں چنانچہ اب ہمارے مقابلہ پر پیغام پارٹی وقتاً فوقتاً جو عقائد شائع کرتی رہتی ہے۔ اور جن مسائل کے اختلاف کو بیعت خلافت نہ کرنے کا موجب قرار دیا جاتا ہے۔ ان میں سے مشت نمونہ خروار حسب ذیل ہیں۔ جس سے اس فریق کا میلان و رجحان ایک غائر نظر والے شخص کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کس طرف ہے۔ احمدیت کی طرف یا غیروں کی طرف ؛

۱۔ اسمہ احمدؐ کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں ہیں ؛

۲۔ خاتم النبیین کی تفسیر وہ درست ہے۔ جو غیر احمدی کرتے ہیں۔ یعنی نبوّت کا دروازہ بعد آنحضرتؐ قطعاً بند ہے۔

۳۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں ضالین سے مراد احمدیوں کا وہ گروہ ہے۔ جو بیعت خلافت میں داخل ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کی طفیل ظاہر ہوا ہے۔

۴۔ بالآخرۃ ھم یوقنون سے جو مراد حضرت خلیفہ اوّل اور حضرت خلیفہ ثانی نے لی ہے۔ کہ اس میں اس بعثت ثانیہ پر ایمان لانے کا حکم ہے جو آخرین منھم میں مذکور ہے۔ یہ غلط ہے۔

۵۔ غیر احمدی کے پیچھے ہندوستان سے باہر نماز جائز ہے۔ خواہ وہ غیر احمدی ہندوستان کا ہی ہو۔ اور اب تو یہ سنا جا رہا ہے۔ کہ بعض ہلکے شرائط پر یہاں بھی غیر احمدیوں کا اقتدا کیا جا رہا ہے۔

۶۔ غیر احمدی کا جنازہ جائز ہے۔ بلکہ بڑے دھوم دھام اور تزک و احتشام سے ڈنکے کی چوٹ ہر روز پڑھا جا رہا ہے۔ اور برخلاف اس کے اگر کوئی قادیان سے تعلق رکھنے والا احمدی فوت ہو جائے۔ تو اس کا جنازہ ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس کی موت کو ضلالت کی موت سمجھا جاتا ہے۔

۷۔ غیر احمدی کو لڑکی دینا جائز قرار دینے پر زور دیا جا رہا ہے۔ اور بڑی کوشش سے بعض اس قسم کی مثالوں کو تلاش کیا جا رہا ہے۔ جہاں کسی نامعلوم وجہ سے کسی احمدی کی لڑکی کا نکاح غیر احمدی کے لڑکے سے پڑھا گیا۔ اس قدر محنت شاقہ اٹھانے کا ماحصل اور غرض یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت صاحب کے صاف اور صریح فتوے کے برخلاف چند مثالوں سے طرز عمل اس فتوے کے خلاف ثابت کر کے جواز کا فتوے تیار کر لیا جاوے۔ حالانکہ خلافت کے بارے میں اپنے ہی نہیں۔ بلکہ تمام جماعت احمدیہ کے متفقہ طرز عمل کو حضرت صاحب کی الوصیت اور اس عکسی قرطاس پر قربان کرنے کو طیار ہو جاتے ہیں ؛

۸۔ ایک سے زیادہ بیویوں کا کرنا بھی اس دن سے ایک وجہ اختلاف بن گیا ہے۔ جس دن سے حضرت صاحبزادہ صاحب نے نکاح ثانی کیا ہے ؛

۹۔ انبیاء کی علامات تو آج کل بے شمار تجویز کر لی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل طوالت کا موجب ہے۔ البتہ مختصراً استفادہ ہے۔ کہ جو جو علامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں موجود ہیں۔ وہ نبیوں کی خصوصیات نہیں ہیں۔ اور جو بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں نہیں پائی جاتی۔ وہ البتہ نبوت کے علامات خاصہ میں سے ہیں۔ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں۔ کہ آیت اس کے خلاف کہتی ہو۔ یا پچھلے انبیاء کی مثالیں اس کے برخلاف ہوں۔ انہیں تو حضرت صاحب کی نبوت سے انکار کرنا مقصود ہے۔

۱۰۔ قل اللہ ثم ذرھم سے یہ مراد ہے۔ کہ اللہ متوا کر چھوڑ دو۔ صرف لا الہ الا اللہ ہی مومن بنانے کے لئے کافی ہے۔

۱۱۔ اس حدیث کو اپنے مفید مطلب پا کر بہت پیش کیا جاتا ہے۔ کہ نبیوں کا ورثہ ہوتا ہی نہیں۔ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی۔ کہ پھر آیت یرثنی ویرث من آل یعقوب کا کیا مطلب ہوگا۔ اور ورث سلیمان داؤد سے کیا مراد ہوگی۔ اور رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین کا کیا مطلب ہے۔

۱۲۔ حضرت ابوبکر وغیرہ خلفائے اربعہ آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ نہیں تھے۔

۱۳۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ نہ تھے۔ حالانکہ حضرت ممدوح ہمیشہ اسی آیت کے ماتحت اپنی خلافت کو ثابت کرتے رہے ؛

غرضیکہ کہاں تک گنتا جاؤں۔ چونکہ اس مسجد کی بنیاد ہی ٹیڑھی رکھی گئی ہے۔ اور قبلہ کی طرف سے اس کا رخ پھیر دیا گیا ہے۔ اس واسطے اب یہ اوپر تک ٹیڑھی ہی جائے گی ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مرود دیوار کج

مگر قطع نظر ان تمام اختلافات کے آج جس مضمون پر میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ وہ مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد کی تفسیر کا اختلاف ہے جس کی وجہ سے ہم سب جو اس آیت کا مصداق بوجہ احمد صفت ہونے کے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور بوجہ احمد نام ہونے کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں کشتنی اور گردن زدنی ہیں۔ اور پھر مجھے رہ رہ کر تعجب اس بات پر ہوتا ہے۔ کہ اس تفسیر کو نئی تفسیر قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس بنا سے اسپر رسالے اور آرٹیکل لکھے جا رہے ہیں جب سے کہ حضرت خلیفۃ ثانی کے درس قرآن کا نوٹ اخبار الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا۔ اور ناظرین یہ بات بالکل ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ کہ یہ تفسیر نئی نہیں ہے بلکہ یہ تفسیر وہی ہے۔ جو حضرت خلیفہ اوّلؓ اپنے درسوں میں اور بیکڑوں سامعین کے مجمع میں اور مسجد اقصےٰ میں قبل از وقت بتلا کر سناتے رہے۔ اور قادیان کا در و دیوار اب تک گونج رہا ہے۔ اور یہ وہی تفسیر ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمائی۔ اور ان سے تعلیم پاکر جماعت کے افراد کی قلموں اور زبانوں پر جاری ہوئی اور جماعت میں کثرت شائع ہوتی رہی۔ اور کسی نے بھی اس وقت اس تفسیر کے غلط ہونے پر زبان یا قلم سے کوئی لفظ نہ نکالا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں آیت اسمہ احمد کا مصداق بغیر کسی اختلاف کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرار دیا جاتا رہا۔ اور قادیان کے سب سے پہلے اور مستند اخبار الحکم میں یہ مضمون شائع ہوا۔ اور تمام جماعت احمدیہ نے اس کو تسلیم کر کے خاموشی اختیار کی۔ اور اسطرح سے گویا اس آیت کی تفسیر پر تمام جماعت احمدیہ کا اسی طرح کا اجماع ہو گیا۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تمام صحابہ کرام کا اجماع تمام انبیائے ماسبق کی وفات پر ہو گیا تھا۔

اب میں ناظرین کو زیادہ دیر تک انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اور اخبار الحکم نمبر ۲۹ و ۳۰ جلد ۱۰ مورخہ ۳۱ اگست و ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ و ۴ سے بیرسٹر شاہ صاحب کے ایک مضمون کا اقتباس نقل کرتا ہوں جو انھوں نے مولوی عبدالرحمن دبانی کے سوال کے جواب میں مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۰۶ء کو لکھا تھا

مولوی عبدالرحمن کا بیان ہے۔ کہ "میرا اعتقاد ہے۔ کہ عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اب اگر سید شرشاہ صاحب مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا آیت قرآن شریف سے ثابت کر دیں۔ تو میں مرزا صاحب کا دعوےٰ مان لوں گا"۔ اس سوال کے جواب میں میر مدرشاہ صاحب نے نمبر شمار ۸ پر ایک ثبوت حضرت اقدسؑ کے مسیح موعودؑ ہونے کا قرآن شریف سے حسب ذیل دیا ہے۔ وہو ہذا ؛

۸ ۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔
ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اس آیت کو مفسرین نے حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں تسلیم کیا ہے۔ اور اس رسول سے مراد وہی رسول ہے۔ جو اس سے پہلے آیت مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد میں مذکور ہے۔ پس ان دونوں آیتوں کو ملانے سے ثابت ہوا۔ کہ مسیح موعودؑ کا نام احمدؐ ہے۔ جسکے مصداق اب جناب مرزا صاحب ہوئے۔ اگر کسی کے دل میں یہ وہم گذرے۔ کہ پہلی آیت مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ دل ما شاد و چشم ما روشن۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انزل القرآن علےٰ سبعۃ احرفٍ لکل آیۃ ما ظھر و بطن کتاب العلم صفحہ ۲۷۔ پس قرآن شریف کے رو سے اس احمد سے کئی احمد مراد ہوئے تو ہمارا کیا ہرج۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے آیت مبشراً برسولٍ الخ میں اپنے مثیل کی بشارت دی ہے۔ اور اسکا نام احمد بتایا ہے۔ جب وہ احمد ہوا تو خدا تعالےٰ نے ہی اس کو احمد کے نام سے پکارا۔ دیکھو رسائل ابن عربی یا احمد فاضت الرحمۃ علےٰ شفتیک صفحہ ۵۲-۵۵-۵۸ ؛

اس کے بعد میر صاحب جہاں اپنا مضمون ختم کرتے ہیں وہاں خلاصہ کے طور پر اپنے مضمون کا لب لباب بایں الفاظ تحریر کرتے ہیں ؛

"اب وقت مسیح موعودؑ اور مقام اور نام تینوں ہی قرآن شریف سے ثابت ہو گئے ہیں۔ اب کوئی شخص مسلمان کہلا کر جناب مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ یہی حق ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال"۔

یہ حوالہ اسقدر واضح اور اپنے مفہوم پر صاف اور صریح طور پر دلالت کرنے والا ہے۔ کہ اس کی مزید تشریح کی مطلق ضرورت نہ تھی۔ مگر بعض صحبت یافتہ بالطبائع اس قسم کی دیکھی گئی ہیں۔ کہ وہ اس قسم کے قطعی الدلالت عبارات کی بھی عجیب الٹی پلٹی اور بالکل نرالی معنی نکال لینے کی کوشش کرتے اور ہاتھ پیر مارنے لگ جاتے ہیں اس واسطے میں ناظرین کو ذرا کھول کر بتانا چاہتا ہوں کہ آیت مبشراً برسولٍ الخ کی یہ تفسیر اس شخص کے قلم سے نکلی ہوئی ہے۔ جو آج منکران خلافت کا ایک سرگرم ممبر ہے۔ اور پیغام پارٹی کی طرف سے بحیثیت واعظ کے کام کرتا ہے۔ مگر میں نے یہ حوالہ صرف شاہ صاحب کے اپنے سابقہ معتقدات سے منحرف ہونے اور برگشتہ ثابت کرنے کے واسطے پیش نہیں کیا بلکہ اس حوالے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایک وقت میں حضرت مسیح موعودؑ کی تمام جماعت کا یہی مذہب تھا اور خود حضرت اقدسؑ علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ اور آج جو لوگ اس عقیدہ کے خلاف بیان کر رہے ہیں۔ وہ اپنے سابقہ عقیدہ کو چھوڑ چکے ہیں۔ اور اب اپنے ساتھ دوسروں کو بھی ملانا چاہتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے حین حیات میں ایک شخص سلسلہ کے ممتاز اور مستند اخبار میں اسقدر سند و مدت سے حضرت مسیح موعودؑ کا رسول ہونا اور آپ کا احمد ہونا اور ارسل رسولہ کا مصداق ہونا اور اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق ہونا بیان کرتا ہے۔ اور وہ پرچہ تمام جماعت احمدیہ میں شائع ہوا ہے۔ اور قادیان کے گلی کوچوں میں اور گھر گھر پڑھا جاتا ہے۔ اور سب ہی اپنی خاموشی سے اس کے حق ہونے پر مہر لگاتے ہیں۔ اور ایک آواز بھی اس کے برخلاف نہیں اٹھتی۔ اور جو لوگ آج صرف اس آیت کا مصداق حضرت مسیح موعودؑ کو قرار دینے جانے کے خلاف اڑتالیس صفحے کا رسالہ لکھ مارتے اور اپنے اخبارات کے کئی صفحات سیاہ کر دیتے ہیں۔ ان باغیرت اور باحمیت لوگوں سے ایک بھی اس وقت سر نہیں اٹھاتا۔ اور نہ اپنے غیر تمند اور حق گو ہونیکا ثبوت دیتا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ اس وقت کچھ ہی بولتے۔ تاکہ اور زیادہ باطل کا سر کچلا جاتا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر یہی وہ غلو ہے۔ جس کی وجہ سے ہم کو غالی اور ضالین قرار دیا جاتا ہے۔ تو اس غلو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی تین حیات تک کی تمام جماعت احمدیہ شریک ہے۔ اور وہ لوگ بھی جو آج اس کو غلو قرار دے رہے ہیں۔ ہمارے ہم عقیدہ رہے ہیں۔ اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے۔ کہ وہ لوگ اس وقت بھی دل میں یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ جو آج ظاہر کر رہے ہیں۔ تو بلاشبہ ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ انھوں نے منافقت سے کام لیا۔ اور الساکت عن الحق شیطان آخرس کا مصداق اپنے آپ کو ثابت کیا۔

خدا کرے۔ کہ اب بھی وہ لوگ ان پرانے واقعات سے اصل حقیقت کو سمجھ جائیں۔ اور ہمیں غالی کہنے سے باز آجائیں۔ اور اپنے انحراف عقائد سے آگاہ ہو جائیں۔ ممکن ہے۔ کہ وہ مستند رجم من حیث لا یعلمون کے مصداق ہو کر اپنے اس تنزل اعتقادی کو معلوم نہ کر سکتے ہوں۔ یا الٰہی! تو ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم کر دے۔ آمین

مدراس میں تبلیغ

از عبدالقادر صاحب سیلاپوری

کسی زمانہ کے والیان ریاست ارکاٹ کے خاندان سے ایک بزرگ جناب نواب عبدالوہاب خان بہادر صاحب بالقابہ سرکار کے پنشن خوار مدراس میں رہتے ہیں۔ علمی مذاق اچھا ہے۔ بحث مباحثہ کا بھی شوق ہے مفتی محمد صادق صاحب قبل سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ سلسلہ حقہ احمدیہ پر کئی گھنٹوں تک گفتگو رہی۔ بعض کو نواب صاحب نے مان لیا۔ بعض پر فرمایا۔ جواب تو نہیں دے سکتا۔ مگر تشفی نہیں ہوئی۔ اور بعض باتوں پر اڑ بیٹھے۔ ۱۵۔ جون کو حسن اتفاق سے جناب نواب صاحب مولانا حضرت مولوی سلطان محمود صاحب قبلہ سے ملنے آئے۔ حکیم محمد سعید صاحب احمدی بھی تشریف فرما تھے۔ سلسلہ حقہ کے متعلق بہت سی باتیں ہوئیں مگر نواب صاحب نے بحث کو گڈمڈ کرنا چاہا۔ ایک بات پر قرار نہ پکڑیں۔ اسپر مولانا صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم اس طرح گفتگو نہیں کرتے۔ ایک بات کو لو۔ اسکا فیصلہ کرو۔ پھر دوسری بات شروع کرو۔ اس کو نواب صاحب نے قبول کیا۔ پہلے وفات حضرت مسیح ناصری پر گفتگو ہوئی۔ نواب صاحب نے اس کو تسلیم کیا۔ بلکہ اپنی طرف سے بھی دلائل دئے۔ اور فرمایا۔ کہ میں ایمانا اقرار کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح ناصری فوت ہو گئے دوسری بات یہ پیش ہوئی۔ کہ پھر دوبارہ آنے والے وہی مسیح ناصری ہیں۔ یا کوئی اور شخص اسی امت میں سے۔ اس کو بھی نواب صاحب نے قبول کیا۔ اور اقرار کیا کہ میں ایمانا کہتا ہوں۔ کہ آنے والا اس امت میں سے کوئی مسیح ہے۔ ایسا ہی یہ مسائل کہ ابن مریم سے کیا مراد ہے۔ اور مسیح اور مہدی ایک شخص ہے یا دو۔ ان سب باتوں کو نواب صاحب تسلیم کرتے ہوئے چلے گئے۔ بالآخر کسوف خسوف کی پیشگوئی فرمودہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم پیش کی گئی کہ وہ پوری ہو گئی۔ اور جو حدیث ۱۳۰۰ سال کے بعد سچی نکلی۔ وہ کبھی وضعی نہیں ہو سکتی۔ اور جب وہ پوری ہوئی۔ تو وہ مہدی کا نشان ہے۔ فرمایئے وہ مہدی کون ہے۔ تب نواب صاحب نے ارکاٹ کے کسی بزرگ کا نام لیا۔ جنکا نام گھنٹالہ تھا۔ لیکن علاوہ اس کے کہ گھنٹالہ صاحب کا کوئی دعوے مہدویت کا نہ تھا۔ اور انھوں نے مہدویت کا کوئی کام نہ کیا۔ وہ اس نشان کے ظہور سے بہت قبل فوت ہو چکے تھے۔ اس واسطے یہ بات تو ٹھیک نہ بنی۔ اور نواب صاحب نے بحث کو اور طرف پھیرنا اور ٹالنا چاہا۔ جس پر حکیم محمد سعید صاحب نے ایک پرزور تقریر صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر کی۔ جسکا نواب صاحب پر اثر ہوا۔

ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نواب صاحب کو اور دیگر اہالئے مدراس کو راہ حق پر آنے اور صداقت کو قبول کرنے کی توفیق دے۔ عاجز نے اپنے گذشتہ سفر ماروت میں بہت لوگوں کو تبلیغ کی اور یہاں بھی نوجوانوں کے درمیان سلسلہ تبلیغ جاری ہے خدا لوگوں کو ہدایت دے ؛

چمکار محمدی نظم پنجابی یعنی سوانحعمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کو حضرت خلیفۃ اول رضؓ نے بہت پسند فرمایا۔ اب حضرت خلیفۃ ثانی بھی اس کتاب کی خریداری کے لئے احباب کو تاکید فرماتے ہیں۔ قیمت ۴ر منشی حفیظ خان بانچھو سمگا شریٹے والی (ضلع گورداسپور)

نظم

(از صوفی تصور حسین صاحب مہاجر)

بام پر جب جلوہ گر وہ مہ لقا ہو جائیگا
اک جہاں اس شاہ خوباں پر فدا ہو جائیگا

جب نقاب چہرہ پر نور وا ہو جائے گا
ماہ عالمتاب بھی اسپر فدا ہو جائے گا

جسکے تیور کمسنی میں ہی ہوں دلکش دلفریب
کیا قیامت ڈھائیگا جسدن بڑا ہو جائیگا

دیکھنا تلوار کے جوہر کسی پیکار میں
خون بہا دینا ہی اُس کا خونبہا ہو جائیگا

خوبرویوں کے ہوا کرتے ہیں حاسد روسیاہ
منہ ترا اے جانمن بدرالدجیٰ ہو جائے گا

طالب درہم کو قدر حسن یوسف ہو گی کیا۔
جو زلیخا کیش ہے جاں سے فدا ہو جائیگا

دل تو بول اٹھے ہیں لیکن ہے زباں پر قفل عار
کچھ دنوں کے بعد یہ بھی قفل وا ہو جائے گا

کوئی کر سکتا ہے کیا اسکا خدا ہو جسکے ساتھ
جو خدا کا ہو گیا اس کا خدا ہو جائے گا

دشمن ناداں برا چیتے گا کیا پیارے ترا
دیکھ لینا ایک دن اسکا برا ہو جائے گا

مثل نرگس اس کو گو ناداں کہے بیمار آج
کل وہ دنیا کے مریضوں کی دوا ہو جائیگا

کیا کوئی اس کا لگا ڑے حق بنائے جسکے کام
وہ بگڑ جائیں گے خود تیرا بھلا ہو جائے گا

حسن کو تیرے کرے گا روز افزوں کبریا
آگ سے حاسد حسد کی دل جلا ہو جائے گا

پانی پانی شرم سے ہو جائینگے دشمن ترے
سبزۂ نوخیز تیرا اہلہا ہو جائے گا

مال و دولت کی حقیقت کیا ہے تیرے سامنے
برکتوں سے گھر ترا برکت سرا ہو جائے گا

چاند کو پروا نہیں گو سگ کریں عو عو ہزار
روشنی بخش جہاں وہ پُر ضیا ہو جائے گا

آج جو پوشیدہ ہے کل برملا ہو جائے گا
اُس گھڑی تازیہا کا روحال کیا ہو جائیگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خودستائی خودسری سے کیا بڑا ہو جائے گا
کیا بتِ پُرفن کسی فن سے خدا ہو جائے گا
مت سمجھ تیرِ دعا اُس کا خطا ہو جائے گا
دشمنوں کی جان کو تیرِ قضا ہو جائے گا
نفس پرور بے ادب گستاخ وہ مغرور ہے
مبتلائے قہرِ حق وہ بے صفا ہو جائے گا
وہ تو اکدن جانِ عالم کی دوا ہو جائے گا
تو مگر مہجور درگاہِ خدا ہو جائے گا۔
ہائے اُس شیریں دہن سے تلخ پاتے ہیں جواب
شہد بھی کیا آجکل کڑوی دوا ہو جائیگا
باز آجا باز آ ظلم و ستم سے باز آ
بیگناہ کا خون کیا تجھ کو حنا ہو جائے گا
کون رکھتا تھا یہ امید اس ستم ایجاد سے
مل کے غیروں سے وہ ایسا پُرجفا ہو جائیگا
راستی کے مدعی ہو کجروی کو چھوڑ دو
سلسلہ یہ ٹیڑھ کا زنجیرِ پا ہو جائے گا۔
ظلم جو ڈھاتا ہے کہلاتا ہے آخر پر جفا
دلربائی جو کرے گا دلربا ہو جائے گا
دُکھ نہ پہنچا غافلا فرزندِ ابراہیمؑ کو
ورنہ قہرِ حق سے تو نمرود سا ہو جائیگا
ساحرو ایمان لاؤ ہے یہ موسےٰؑ کا عصا
واسطے فرعونیوں کے اژدہا ہو جائے گا
جو کوئی محمود عالم کو کہے مذموم ہے
آخرش مذموم خود وہ ناسزا ہو جائے گا
بیج جیسا بوئیگا پھل پائیگا ویسا ضرور
یہ جہاں اس کے لئے کوہِ ندا ہو جائیگا
حق بتاتا ہے خلیفہ جبکہ ظاہر ہو گیا۔
جو لڑیگا اُس سے مغضوبِ خدا ہو جائیگا
جان سے دل سے جو احمدؑ پر فدا ہو جائے گا
یہ یقین ہے اُس سے راضی کبریا ہو جائیگا
دین کو دنیا پہ کرلے گا مقدم جو کوئی
وہ کسی دن دینِ حق کا پیشوا ہو جائیگا
آتشِ دوزخ سے وہ آزاد ہوگا بالیقین
دام سے جو نفسِ سرکش کے رہا ہو جائے گا
جسکے دل میں ذرہ بھر اخلاص ہے اللہ سے
بحرِ عرفاں کا وہ دُرِ بے بہا ہو جائے گا
جس نے اس دنیا کی خاطر دین کو ڈالا خراب
مل ہی اُس کے لئے زنجیرِ پا ہو جائے گا
حامیٔ اسلام ہی مصئون ہے آلام سے
جو محبِّ حق ہو وہ محبوبِ خدا ہو جائیگا
اس جہاں کی ڈھونڈ کر راحت بلا میں مت پڑو
جو سہیگا مشکلیں مشکل کشا ہو جائے گا
دشمنی کب تک کرے گا حق کے پیارو سے عزیز
کیا بنے گی جب خدا تجھ سے خفا ہو جائیگا
کیا نہ کچھ تھی آہ اعلانِ ضروری پر اُمید
یہ خبر مطلق نہیں تھی کیا سے کیا ہو جائے گا
تفرقہ انداز ہے جسکا جماعت میں وجود
مفسدہ کی مثل نابود و فنا ہو جائے گا
یاد رکھنا آپ کے خدام میں ہے یہ ادنیٰس
اِک نگاہِ لطف سے امکا بھلا ہو جائیگا

مولوی احمد علی ساکن میرٹھ کا مباحثہ سے فرار

بہ تقریب جلسہ دہلی جب علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ دہلی گئے تھے۔ تو باجازت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مولوی احمد علی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ کے چیلنج مناظرہ کو قبول کر کے اس سے مناظرہ کرنے میرٹھ پہنچے تھے۔ مگر اُس وقت مولوی صاحب شیر قالین بن بیٹھے۔ اور مباحثہ کو ٹالدیا جب ہمارے علماء چلے آئے۔ تو اپنی گریز اور ندامت کو مٹانے کے لئے مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا۔ جسکا جواب جماعت احمدیہ میرٹھ کی طرف سے بعد نقل اشتہار احمد علی دیا جاتا ہے اور بذریعہ اشتہار بھی میرٹھ میں شائع ہوگا۔
(ایڈیٹر)

آئینہ صداقت

شیر قالین بھی ہوئے شیر نیستاں میں شمار
اپنا رہتا ہے سدا شیر کے بیشہ میں قرار
سامنے آئے کہاں سام و نریمان کی مجال
شیر افگن ہیں سدا کرتے ہیں شیر و ژنکا شکار
للہ ہر آں چیز کہ خاطرے خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

شعر مذکور میں جو مضمون کہ بطور اجمال اس عاجز نے ذکر کر دیا ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے سالہا سال سے اس عاجز کی یہ تمنا تھی۔ کہ کسی مرزائی سے برسر مجمع مباحثہ ہو۔ جب کبھی اس کے متعلق کچھ سلسلہ جنبانی ہوئی۔ تو ان مہربانوں نے سخت شرطیں لگا کر مباحثہ کو دشوار کر دیا۔ مگر اب ان کی طرف سے جو منظوری مباہلہ کی بابت ایک تحریر شائع ہوئی ہے۔ جس میں مباہلہ کے لئے آمادگی ظاہر کی ہے۔ مگر اس آمادگی میں کچھ شرطیں بھی لگا دی ہیں۔ کہ مباہلہ بعد ان شرطوں کے ہو سکتا ہے۔ مگر اسی تحریر میں ایک ضروری اطلاع کے عنوان سے اس عاجز کو مباحثہ پر آمادہ کرنا چاہا ہے۔ اُس ضروری اطلاع میں کچھ شرطیں ظاہر نہیں کی گئیں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ مرزائیوں میں اب ایسی ہمت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ وہ برسر مجمع مباحثہ کریں شرطوں کی آڑ لگا کر یہ لوگ بحث سے بچ جاتے تھے مگر بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ اطلاع ضروری میں کسی شرط کا ذکر نہیں کیا۔ اور شیر دل ہو کر مباحثہ کو منظور کر لیا۔ میں سکرٹری انجمن احمدیہ کا دو ہزار دفعہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انھوں نے بلا شرط میدان میں مباحثہ کو منظور کر لیا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ میری طرف سے دیرینہ خواہش زبانی بحث کی ہے۔ نہ کہ تحریری کی۔ پس میں ان کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ مرزائیوں میں سے جس کو زیادہ قابل سمجھیں۔ طلب فرماویں۔ اور جامع مسجد شہر میرٹھ میں بروز جمعہ تشریف لاویں۔ اور جس جمعہ کو آنا منظور ہو۔ اس عاجز کو مطلع کریں۔ میرا شکریہ اس بنا پر ہے۔ کہ زبانی بحث بدوں چون وچرا کے منظور کر لی۔ اب اگر اپنی تحریر میں پیچھے ہیں۔ تو اس میں کوئی قیود زائد لگا کر بحث کو دشوار نہ کریں۔ اگر کچھ شرطوں کی آڑ پچھاڑ کے عذر کیا تو خلقت جان لے گی۔ کہ اس کی تحریر لغو ہے۔ اور ان کو شرطوں کے ذریعہ سے فرار مقصود ہوتا ہے اور نیز زبانی مباحثہ میں آفتاب کی طرح روشن ہوگا کہ ان کے پاس اپنے مدعا کے اثبات میں ایک دلیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی نہیں ہے۔ اہل اسلام منتظر ہیں۔ کہ اس تحریر کے مقابلہ میں کوئی مرزائی ایک لفظ لکھتا ہے۔ اس عاجز کو اکثر مباحثوں میں شرکت کا اتفاق ہوتا ہے۔ نہ کہیں سخت کلامی کی نوبت آتی ہے۔ اور نہ فساد ہوتا ہے سرکاری قانون اس کی حفاظت کا متکفل ہے۔ کس کی مجال ہے۔ کہ زبردست زیردست پر دست درازی کرے۔ مرزائی اس سے مطمئن رہیں۔ کہ حضرت مسیح ؑ کی بابت جو توہین مرزا صاحب نے کی ہے۔ میں مجمع میں اس کے متعلق کچھ گفتگو نہ کروں گا۔ اور نہ مولوی محمد احسن مرزائی نے جو رسالت اور نبوت کاملہ پر آپ صاحبوں کی تحریر کی ہے۔ اسکا ذکر کروں گا۔ بحث مرزا صاحب کی نبوت اور مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات کی بابت ہوگی۔ میں مکرر عرض کرتا ہوں۔ کہ شرائط کو بالائے طاق رکھ کر اگر کچھ ایمان اور غیرت ہے۔ تو زبانی بحث پر آمادہ ہو جائیں۔ اور مجھے مطلع کریں۔ میں جواب کا منتظر ہوں۔ ورنہ مضمون ذیل اُن پر چسپاں ہوگا۔ جب علم نہیں تو ولولہ کیا۔ اور دل ہی نہیں۔ تو دعا کیا۔ گو بحث ہے منظور مسلمانو بے علم سے بحث کا مزہ کیا۔ جو آئیگا جی میں کہہ اٹھیگا۔ بے علم سے کیجئے گلہ کیا۔ مجمع ہو کھیگا خوف جان ہے۔ خلوت ہو کہیگا فائدہ کیا۔ اصل کے سنیگا جب بیان کو۔ پھر دیکھئے ہو گا برملا کیا۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۔

المعترف

احمد علی عفا عنہ مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ سیہ کوٹھہ

اندر کوٹ

نوٹ:۔ اس اشتہار کو جماعت احمدیہ کوٹھہ نے بذریعہ اشتہار دیا ہے جو بوجہ عدم گنجائش اس میں نقل نہیں ہو سکا۔ انشاء اللہ اگلے پرچہ میں ہدیۂ ناظرین ہوگا۔ ایڈیٹر

التماس ایڈیٹر

برچہ چندہ دستور چارماہ کے لئے ایک روپیہ کا وی پی ان خریداران کے نام بھیجا چاہئے تھا جنکی چارماہ کی قیمت یکم جون ۱۹۱۶ء تک پوری ہو چکی تھی۔ مگر بوجہ علالت میں اس کو وی پی نہیں کر سکا۔ اور التمس ہوں۔ کہ فاروق کے وہ عمدہ جنہوں نے چارماہ کا چندہ دیا ہوا ہے۔ اور وہ یکم جون تک ختم ہو چکا ہے اسدفعہ تکلیف فرما کر بذریعہ منی آرڈر خود ہی ایک ایک روپیہ دفتر فاروق میں بھیجکر ثواب حاصل کریں۔ اور مجھے وی پی کرنے کی تکلیف سے یکمشت بچاویں۔ امید ہے کہ یہ درخواست قبول ہو گی۔ اور خود ہی زرچندہ اس چارماہ کا جون نہایت ۳۰ دسمبر تک بھیج دیا کریں گے۔ ایک روپیہ کرکے گذشتہ چارماہ کا

حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان
جماعت احمدیہ کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

چونکہ بعض لوگ بعض کتب یا اشتہارات شائع کرکے جماعت کے احباب کے نام بغیر ان کی تحریری یا زبانی درخواست کے وی پی کر دیتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں۔ کہ وی پی کرنے سے چند دن پہلے یا اس کے ساتھ ایک خط لکھ دیتے ہیں۔ کہ اُمید ہے۔ کہ آپ اسے وصول کر لیں گے۔ اور قادیان کے ادب اور اس کی محبت کی وجہ سے یا اس شخص کی ذاتی محبت یا وجاہت کی وجہ سے لوگ اس وی پی کو گو دل نہ بھی چاہے یا تکلیف ہی ہو۔ چھڑا لیتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انجمن کے چندوں میں اس سے کمی واقعہ ہوتی ہے۔ اور اُن کتب و اخبارات کے خریدنے سے بھی وہ لوگ محروم ہو جاتے ہیں۔ جنہیں وہ اپنی ضروریات کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس طرح وی پی کرنا قانوناً بھی جرم ہے۔ اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ تمام اخبارات و کتب اور ٹریکٹوں کے شائع کرنے والوں کو تنبیہ کرتا ہوں کہ وہ کسی کی تحریری یا زبانی درخواست کے بغیر کسی شخص کے نام ہرگز کوئی وی پی نہ کریں۔ اور جماعت کے احباب کو بھی چاہئے۔ کہ اگر ان کے نام کوئی ایسا وی پی آجائے۔ تو وہ اسے واپس کر دیں۔ اور اُس کے بھیجنے والے کے نام سے مجھے اطلاع دیں۔ ہاں وہ خریدار جو باقاعدہ شائع ہونے والے اخبارات کو مستقل طور پر خریدتے ہیں۔ وہ اس سے مستثنےٰ ہیں۔ مگر کسی نئے آدمی کے نام کوئی وی پی کرنا بلا اُس کی درخواست کے اُن کو بھی جائز نہیں۔ اور نہ یہ لکھدینا کافی ہے۔ کہ اگر آپ کو منظور نہ ہو۔ تو آپ اطلاع دیں۔ ورنہ اجازت سمجھی جائے گی۔ درخواست کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ خود خریدار کی طرف سے ہو +

نوٹ ۔ ہر سکرٹری کا جسکو یہ اعلان پہنچے ۔ یہ فرض ہے کہ وہ اسے جماعت کے ہر فرد کے کان تک پہنچا دے اور اس کو خبردار کر دے +

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

خاکسار شیر علی عفی عنہ اسسٹنٹ سکرٹری

صدر انجمن احمدیہ قادیان

ضروری یاددہانی

حضرت صاحب نے جلسہ سالانہ کے متعلق ایک ششماہی رپورٹ کی فارم تجویز فرمائی تھی۔ جو چھپوا کر سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ کے پاس بھیجی گئی تھی۔ اب تمام سکرٹری صاحبان کی خدمت میں بطور یاددہانی التماس ہے۔ کہ فارم ہائے مذکورہ کی خانہ پوری کرکے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں یا دفتر سکرٹری میں جلدی بھیجدیں تاکہ پہلی ششماہی پوری ہو گئی ہے۔ فقط

شیر علی عفی عنہ اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

قادیان

ہمت کرو سست مت ہو

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

برادران کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دنیا روزے چند۔ عاقبت کار بخداوند۔ انسان دنیا سے ساتھ کیا لے جائے گا۔ وہی جو اللہ کی راہ میں اُس نے خرچ کیا۔ ہر ایک دینی کام ایک قربانی چاہتا ہے۔ اور یہ زمانہ زیادہ تر مالی قربانیوں کا ہے پھر مبارک ہیں وہ جن کی قربانیاں ٹھیک راستہ پر ہوں۔ عین رضائے الٰہی کے واسطے ہوں۔ ان کے ساتھ دنیا کی ملونی اور شہرت کی خواہش نہ ہو۔ یہ سب باتیں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم اور رحم سے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ سے بڑھ کر اس زمانہ میں کوئی اللہ کی راہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خرچ کرنے والا نہیں ہے۔ مبارک ہو تم جنہوں نے خدا کے مسیح کو پہچانا۔ ہاں اُس کو شناخت کیا۔ جسکا انتظار نہ صرف تیرہ سو سال سے تھا۔ بلکہ نبیوں نے بھی اس کے متعلق نبوتیں کیں۔ خدا نے اپنی حکمت کی باتوں کو داناؤں سے چھپایا۔ اور بچوں پر کھول دیا۔ بڑے بڑے علماء رہ گئے۔ اور اَنپڑھ اپنے اخلاص کے سبب آگے بڑھ گئے۔ پس اس شکر پر ہیں ضرور ہے کہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اللہ کی راہ میں سعی کریں۔ صدر انجمن اور انجمن ترقی اسلام کے ماتحت اس وقت بہت سے اہم ضروری دینی کام سرانجام پا رہے ہیں۔ ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ آپ صاحبان اخباروں میں ان کے حالات پڑھتے رہتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کہ اِس وقت ہر دو انجمنوں کے ماتحت کے فنڈ بہت کمزوری کی حالت میں ہیں۔ یہ مشکلات بآسانی طے ہو سکتی ہیں اگر سب احباب اپنے ماہوار چندوں کو ٹھیک وقت پر بھیجدیا کریں۔ اور ایسا انتظام ہو۔ کہ کوئی شخص اپنے ماہواری چندے کی ادائگی میں تساہل نہ کرے۔

سردست وقتی امداد کی بھی ضرورت ہے۔ اگر دوست پچھلے بقائے بھی سب ادا کر دیں۔ تو کافی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ اس مضمون کے مخاطب نہ صرف انجمنوں کے سکرٹری ہیں۔ بلکہ ہر ایک احمدی بھائی کی طرف اسکا خطاب ہے۔ ہر ایک اپنی جگہ سوچے۔ اور غور کرے۔ اور فراہمی چندہ کے کام میں کوشش کرے۔ اور اپنی سعی سے انجمن کو اطلاع دے۔ صدر انجمن کے واسطے جو چندہ ہوا کرتا ہے۔ اس میں کمی نہ ہو۔ اور کم از کم اس کے نصف کے برابر انجمن ترقی اسلام کے واسطے ہو۔ ان تھوڑے لفظوں کو بہت بڑی تاکید سمجھا جائے۔ اور بہت جلد اس کی طرف توجہ ہو۔ ورنہ خوف ہے۔ کہ مشکلات کا سامنا ہوگا + والسلام

اگر یاراں کنوں برغربت اسلام رحم آرید
باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

المعلن خاکسار۔ شیر علی عفی عنہ۔
اسسٹنٹ سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ۔
قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب +

ماہ رمضان المبارک میں خاص عنایت

مندرجہ ذیل کتابیں فاروق ایجنسی سے اس ماہ مبارک میں نصف قیمت پر ملیں گی۔ محصول ڈاک۔ زمہ خریدار ہوگا۔ ایک روپیہ سے کم کی فرمائش کی تعمیل نہ ہوگی۔ فہرست میں اصلی قیمت درج ہے۔ اس سے نصف لی جائے گی +

ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا	عہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کرنے سے انکا فرار	۳ر
فیصلہ الٰہی و ثنائی روسیاہی۔ بردئے فیصلہ الٰہی ثناء اللہ	
کا زندہ رہنا صداقت مسیح موعودؑ کا ثبوت ہے۔	۳ر
فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ثناء اللہ کا زندہ	
رہنا اور مسیح موعود علیہ السلام کا وفات پانا صداقتِ	
مسیح موعودؑ کی دلیل ہے۔ اور مسیح موعودؑ کی دعا بحق	
ثناء اللہ کی قبولیت۔	۳ر
چودھویں صدی کا یہودی۔ امرتسری کا مثیل یہود	
و نصاریٰ ہونے کا اقرار اور نبوت مسیح موعودؑ کا	
مسلمات ثنائی سے ثبوت	۲ر
ثنائی چکر	۱ر
ثنائی ہرزہ درائی ثناء اللہ کی گالیوں کی فہرست	۲ر
علماء خلف۔ علماء حال کا اشتراک ہونا۔ امرتسری	
اہلحدیث کے دس جھوٹ	۸ر
اعلام الناس۔ حصہ دوئم۔ بجواب مولوی ابو سعید محمد حسین	
صاحب بٹالوی ...	۴ر
سوانح السبیل حصہ دوئم۔ بجواب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب	۱ر
صیانۃ الناس۔ بمقابل احسن المناظرین اردو کی بٹالوی کے نام	
باجواب خط۔	۲ر
ختم نبوت کی حقیقت۔ اسمیں ان تمام احادیث کا بجواب	
مکمل و مبسوط طور پر دیا گیا ہے جنہیں مخالفین سلسلہ احمدیہ آنحضرت	
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کی مانعت سمجھ کر بساتات میں	
ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں۔ قابل دید کتاب ہے۔	۸ر
قال اللہ۔ اصلاح البشر۔ علاج حرص۔ اخلاق قابل دید	
رسالے	
نجات مسیحی و اسلامی نجات کا مقابلہ۔ از قلم خلیفۃ المسیح ثانی	۱ر
تاریخ اسپین مجلد۔ یہ ایک زبردست تاریخ اسلامی	
عروج و حکومت سپانیہ کی ہے۔ جسکو انگریزی سے مسٹر	
محمد احمد صاحب بیرسٹر نبیرہ سرسید مرحوم نے اردو لباس	
پہنایا اور عمدہ نفیس و نوشخط کاغذ چھپوایا اور حضرت	
خلیفۃ المسیح اول اللہ نے بہت پسند فرمایا۔ صرف بیس نسخے باقی ہیں۔	للہ

رہنمائے دہلی یا دہلی گائڈ ..	عہ
عبرت۔ تمام قصے کہانیوں کی کتابوں اور جھوٹے مخرب الاخلاق	
ناولوں کا پڑھنا بالکل ترک کر دو۔ اور اس مذہبی اور اسلامی کتاب	
کو پڑھو جسمیں ایک باعظمت تعلیم یافتہ احمدی خاتون نے	
پُردرد اور دلکش پیرائے میں مذہب اسلام کی سچائی اور عیسوی	
کی لاجواب تردید مسیحی گھروں میں آنے کی برائیاں ترکیبوں	
کو تعلیم دینے کے نقایص عجیب و غریب پُرلطف انداز	
میں ناول کے طریق پر بیان کئے ہیں۔ بکھائی چھپائی عمدہ	۸ر
بست سالہ عہد حکومت۔ سلطان عبد الحمید خان مجلد	عا ۸ر
تاریخ قسطنطنیہ مجلد	عہ
" " سلطان صلاح الدین	عہ
سیر پر مزہ باتصویر	عا ۸ر
خیالات۔ دربارہ مستورات حصہ اوّل و دوم	۰۵ر
تسلیۃ المصائب۔ درسانحہ وجیات و مہلکات فضائل	
صبر از قرآن و حدیث و بیان موجبات و ہلاکت مفصل	
از قرآن و حدیث۔ مؤلفہ جناب نواب بھوپال اڈیشن اول	
مجلد۔ قیمت	عہ
النذیر العریان فی درکات النیران۔ مؤلفہ صدیق حسن خان	
دوزخ و اہل دوزخ کے حالات قرآن و حدیث سے بیان	
کئے ہیں۔ نایاب مجلد	عہ
انسان کامل۔ بردو حصہ۔ عارف ربانی حضرت سید	
عبد الکریم صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الانسان	
الکامل کا سلیس اردو ترجمہ مع مختصر تذکرہ مصنف۔ اس	
میں تصوف کے تمام اصول و فروع و اصطلاحات کی پوری تشریح	
موجود ہے۔ حدیث عمار قلب و روح کرسی کتب آسمانی۔	
فرشتگان لوح قلم وغیرہ کے معانی و اسرار کا مفصل ذکر	للہ
شرح فصوص الحکم عربی۔ از مولانا مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ اہل	
تصوف کے نزدیک جو رتبہ امام اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ	
کی فصوص الحکم کو حاصل ہے بمشکل سے کسی کتاب کو حاصل ہوا ہوگا۔	
یہ کتاب حقائق و معارف سے مامور ہے۔ اسپر مولانا جامی کی	
شرح سونے پر سہاگہ کا مصداق ہے۔ قیمت۔	للہ

زیر اہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا